رجسٹرڈ نمبر ایل نمبر ۸۳۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ہ

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

الفضل

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام مسیح موعودؑ)

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروبلدی امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہو

فہرست مضامین

ایڈیٹر:- غلام نبی ✻ اسسٹنٹ:- مہر محمد خان

نمبر ۷۳ | مورخہ ۳۱ مارچ سنہ ۱۹۲۱ء | پنجشنبہ | مطابق ۲۰ رجب سنہ ۱۳۳۹ ہجری | جلد ۸

مدینۃ المسیحؑ

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بخیریت ہیں۔ درس حسب معمول دیتے ہیں۔

۱۸ مارچ کی مردم شماری کے رو سے قادیان کی آبادی بلحاظ مذہب حسب ذیل اعداد میں پائی گئی۔ احمدی ۲۳۵۲۔ غیر احمدی ۱۲۰۴۔ ہندو ۴۹۱۔ سکھ ۱۶۷۔ چوہڑے ۲۳۳۔ عیسائی چوہڑے ۱۸۔ سانہسی ۴۔ پوربیئے ۵

احمدیوں میں قریباً ایک سو بیرونی مہمان شامل ہیں۔ اور غیر احمدیوں میں ڈیڑھ سو کے قریب باہر کے لوگ ہیں۔ جو جلسہ پر آئے تھے۔

معلوم ہوا ہے کہ غیر احمدیوں کے جلسہ کا منتظم اور سکرٹری قاضی عنایت اللہ یہاں سے اپنی دکان کا اسباب گورداسپور لے گیا ہے +

افریقہ میں احمدیت کی عظیم الشان فتح

چار ہزار آدمی احمدیت میں داخل ہوئے

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی طرف سے جماعت کو خوشخبری

برادران! السلام علیکم

تمام احباب جماعت کو یہ بات سنکر خوشی ہوگی کہ مغربی افریقہ میں جو ماسٹر عبدالرحیم صاحب کو برائے تبلیغ بھیجا گیا تھا۔ وہاں ان کو خاص کامیابی ہوئی ہے۔ اس ملک میں مسیحیوں نے لاکھوں آدمیوں کو مسیحی بنا لیا ہوا ہے۔ اور ایک تہائی سے زیادہ آدمی مسیحی ہو چکے ہیں۔ اور کچھ لوگ ابھی اپنے پرانے مذہب بت پرستی پر قائم ہیں۔ اور کچھ مسلمان ہیں۔ پادریوں نے مسلمانوں کو غافل کرنے کے لئے ایک مدت سے یورپ کے اخبارات میں یہ شور مچا رکھا ہے۔ کہ افریقہ کے لوگ مسلمان ہو رہے ہیں لیکن اصل میں یہ بات محض دھوکہ تھی۔ یوگنڈا کے اکثر لوگ مسیحی ہو چکے ہیں۔ اور کل نواب سوائے ایک کے مسیحیت اختیار کر چکے ہیں اور مغربی افریقہ جہاں اب ماسٹر صاحب کو تبلیغ کے لئے بھیجا گیا ہے۔ وہاں کی آبادی میں سے سنہ ۱۹۰۱ء میں ۵۳ (ترپن) فیصدی مسلمان تھے۔ لیکن سنہ ۱۹۱۱ء میں کل ۴۹ (انچاس) فی صدی مسلمان رہ گئے۔ گویا کہ دس سال کے عرصہ میں مسلمان آبادی کا دسواں حصہ عیسائی ہو گیا۔ جس کے یہ معنے ہیں۔ کہ اس حساب سے اگر مسیحیت کی ترقی جاری رہے۔ تو نسخ اسی سال میں کل ملک سے مسلمان

مفقود ہو جائینگے - اور سب ملک مسیحی ہو جائیگا - بُت پرست آبادی میں اس سے بھی زیادہ جلدی جلدی مسیحیت پھیل رہی ہے -

غرض اس ملک میں جس کی آبادی ۳۰ لاکھ کے قریب ہے اسلام سخت خطرہ میں تھا - اور اس امر کو معلوم کرنے پر میں نے ماسٹر عبد الرحیم صاحب کو جو پہلے لنڈن میں احمدی مشنری تھے - وہاں تبلیغ کے لئے بھجوا دیا تھا - اور مجھے یقین تھا - کہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے وہاں اسلام کو خاص طور پر غلبہ ہو گا - کیونکہ وہاں کے لوگ بھی عربوں کی طرح قبائل میں تقسیم ہیں - اور اُمید کی جاتی ہے - کہ ایک آدمی کے حق قبول کرنے سے ہزاروں آدمی حق کو قبول کر لینگے - چنانچہ ایسا ہی ہوا - اور آج ماسٹر عبد الرحیم صاحب نیّر کی طرف سے یہ خوشخبری بذریعہ تار موصول ہوئی ہے - کہ وہاں چار ہزار غیر مسلم نے اسلام قبول کیا ہے - اور وہ بیعت کی درخواست کرتے ہیں - پس احباب کی اطلاع کے لئے اور تحریک دُعا کے لئے اس خبر کو بذریعہ اشتہار شایع کرتا ہوں - احباب کو چاہیئے کہ اپنے مبلغ بھائیوں کے لئے خاص طور پر دُعا کریں - اور تبلیغ کے بڑھتے ہوئے کام کے لئے حسب استطاعت اپنے اموال میں سے حصہ نکالیں - کہ اس سے بڑھکر بابرکت اور موجب ثواب کام آج کل کوئی نہیں - اللہ تعالےٰ اسلام کے غلبہ کے سامان اپنے پاس سے فرمائے -

خاکسار :- مرزا محمود احمد ۲۹ مارچ ۱۹۲۱ء
قادیان

اخبار احمدیہ

احمدیہ مشن لنڈن کا پتہ تمام برادران کی خدمت میں عرض ہے - کہ آیندہ مشن کی تمام خط وکتابت نئے پتہ احمدیہ مسجد نمبر ۶۳ میلروز روڈ وانڈز ورتھ لنڈن

Ahmadia Mosque. 63 Melrose Road, London S.W.18

پر ہونی چاہیئے - اور تاروں کے لئے صرف

Islamabad London.

لکھنا کافی ہے - والسلام -

دعا کا خواستگار :- فتح محمد سیال -

جناب مفتی صاحب کا پتہ میرا تو ارادہ تھا کہ امریکہ کے کسی مرکزی شہر میں بیٹھ کر کوشش کرتا کہ ایک جماعت بنجائے - مگر اسباب ایسے ہی مہیا ہوئے کہ فلاڈلفیا سے نیویارک آنا پڑا - وہاں سے شکاگو اور وہاں سے ہائی لینڈ پارک - اب ہر طرف سے لیکچروں کے واسطے دعوتیں آ رہی ہیں - اسلئے یہاں ایک مرکزی دفتر قائم کر کے ملک میں گشت لگاتا ہوں انشاء اللہ - تاکہ تبلیغ کا بیج سب جگہ بویا جائے - خط وکتابت کے واسطے پتہ یہ ہو گا - ۱۸ - فروری ۱۹۲۱ء

> ## اگلے اخبار میں
>
> غیر احمدی مولویوں کی آپس میں جوت پیزار - مطالبہ حلف پُورا نہ کرنے پر انعام حاصل کرنے میں ناکام و نامراد رہنا اور دوسرے عجیب وغریب حالات درج کئے جائینگے - احباب منتظر رہیں - اس جلسہ کی روئداد کی غیر احمدیوں میں اچھی طرح اشاعت کریں ؎
>
> (ایڈیٹر)

پتہ

Dr. Mufti Mahammad Sadiq. 74 Victor Avenue Highland Park, Mich. U. S. America

تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کا نیا تعلیمی سال

برادران! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - میں بڑی خوشی سے آپ کو اس امر کی اطلاع دیتا ہوں کہ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کا تعلیمی سال خیر وخوبی کے ساتھ خدا کے فضل سے ختم ہو چکا ہے - طلباء امتحان دے چکے ہیں - اور ۲۵ مارچ سے یکم اپریل ۱۹۲۱ء تک سکول بند رہیگا اور ۲ - اپریل سے جماعت بندی شروع ہو گی - آپ کے بچے خدا کے فضل اور رحم کے ماتحت دینی اور دنیوی ہر دو رنگ میں ترقی کر رہے ہیں - اس سال گذشتہ سال کی نسبت تعداد طلبا میں بھی دس فیصدی کی زیادتی ہوئی ہے - آپ کو معلوم ہے کہ یہ مدرسہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قائم کیا ہے - اور حضور اس مدرسہ سے کیا اُمیدیں رکھتے تھے میں حضور کے الفاظ میں ہی آپ کو بتا دیتا ہوں - حضور نے فرمایا ہے :-

" اس سلسلہ کے جوانمرد لوگ جن سے میں ہر طرح اُمید رکھتا ہوں کہ وہ میری اس التماس کو ردّی کی طرح نہ پھینک دیں اور پُوری توجہ سے اس پر کاربند ہوں - میں اپنے نفس سے کچھ نہیں کہتا - بلکہ وہی کہتا ہوں - جو خدا تعالیٰ میرے دل میں ڈالتا ہے - میں نے خوب سوچا ہے اور بار بار مطالعہ کیا ہے - میری دانست میں اگر یہ مدرسہ قادیان کا قائم رہ جائے - تو بڑی برکات کا موجب ہو گا - اور اس کے ذریعہ سے ایک فوج نئے تعلیم یافتوں کی ہماری طرف آ سکتی ہے "

احباب کرام! حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ اُمید اور آرزو خدا کے فضل سے پُوری ہو رہی ہے - اور اسی سکول کے تعلیم یافتہ دیگر ممالک میں مبلغ بن کر گئے ہیں اور خدا کے فضل سے کامیاب ہو رہے ہیں - لہذا آپ اس ثواب میں شامل ہونے کے واسطے اپنے بچوں کو تعلیم الاسلام ہائی سکول میں داخل کرائیں - ۲ - اپریل سے جماعت بندی ہو گی - لہذا اپنے بچوں کو جلد دار الامان بھیجنے کی کوشش کریں اور پانچویں جماعت کا داخلہ ۱۵ - اپریل کے بعد بند ہو جائیگا اسلئے اس جماعت میں داخل کرنے کے لئے بچے ضرور جلد پہنچ جانے چاہیئیں - والسلام

خاکسار ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول - قادیان

نکاح کی خوشی میں مُفت اخبار میرا نکاح ایک غیر احمدی قریبی رشتہ دار کے ہاں مورخہ ۲۴ و ۲۵ مارچ کی درمیانی رات کو ہوا ہے - احمدی احباب سے ملتمس ہوں کہ میرے سسرال اور بیوی کے احمدی ہونے کے لئے دعا کی جاوے - اس خوشی میں ایک ایسے احمدی دوست کے نام چھ ماہ کیلئے اخبار جاری کرانا چاہتا ہوں جس کی سفارش مقامی سکرٹری یا کوئی اور معزز بھائی ایڈیٹر صاحب الفضل کے پاس کرے - خاکسار نور محمد سکرٹری انجمن احمدیہ سبزوالہ -

(بسم اللہ الرحمٰن الرحیم)

الفضل

قادیان دار الامان ۔ ۳۱ مارچ ۱۹۲۱ء

غیر احمدیوں کا جلسہ

غیر احمدیوں کے جلسہ کی مختصر کارروائی ہم گذشتہ سے پیوستہ پرچہ میں درج کر چکے ہیں۔ اب تفصیل کے ساتھ حالات بیان کرتے ہیں:۔

اس نام نہاد ”جمعیۃ العلماء“ نے جس کی حقیقت علی الاعلان جلسہ میں یہ بیان کی گئی کہ معمولی اختلاف تو الگ رہے۔ ان میں ایک دوسرے کو کافر کہنے والے بھی موجود ہیں۔ ۱۸ مارچ بٹالہ ٹھہر کر متعدد لیکچروں میں عوام الناس کو اشتعال انگیز الفاظ میں قادیان چلنے کی تحریک کی۔ اور ۱۹ مارچ کو چند سو ہمراہیوں کے ساتھ جنہیں اکثر حصہ امرتسر کے ایک خاص طبقہ کے لوگوں اور مسجدوں کے درویشوں وغیرہ کا تھا۔ پہنچے۔

مولوی ثناء اللہ کا لیکچر

دو بجے کے قریب لیکچر شروع ہوئے۔ اور پہلا لیکچر مولوی ثناء اللہ نے دیا۔ جس میں حضرت مسیح موعود کے بعض کشوف اور رؤیا کو پیش کر کے کہا کہ علماء کے سر سینگ نہیں آئے کہ وہ یونہی لڑتے پھرتے ہیں۔ یہ حوالے ہیں۔ جن کی وجہ سے ہمیں اس تبلیغ کی ضرورت پیش آئی ہے۔ اور ہم حکام کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ کہ انھوں نے یہاں جلسہ کرنے کی اجازت دے دی۔

جمعیۃ العلماء اور ترک موالات

جلسہ کی اجازت دینے یا نہ دینے کو چھوڑ کر کیا یہ تعجب انگیز امر نہیں کہ ایک طرف تو ”جمعیۃ العلماء“ جس میں ہندوستان کے تمام عالم شامل ہیں۔ گورنمنٹ کے متعلق ترک موالات کا فتویٰ دیتی ہے۔ اور جو گورنمنٹ سے کسی قسم کی امداد حاصل کرے اسے کافر قرار دیتی ہے اور دوسری طرف ”جمعیۃ العلماء“ کے نام سے قادیان آنیوالے مولویوں کا نمائندہ مولوی ثناء اللہ اجازت ملنے پر حکام کا شکریہ ادا کرتا ہے۔ کیا اجازت لینے کی درخواست کرنا اور پھر حکام کا شکر گذار ہونا ترک موالات کے فتویٰ کے خلاف نہیں ہے۔ لیکن جب ہمارے خلاف کوشش کرنے کے لئے ایک دوسرے کو کافر کہنے والے یکجان ہونے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے۔ تو ترک موالات کے فتویٰ کی خلاف ورزی کرنا ان کے لئے کونسی بڑی بات ہے۔

مولوی ثناء اللہ کی بے ہودہ سرائی

مولوی ثناء اللہ نے اپنے اس لیکچر میں پہلے تو حضرت مسیح موعود کو حضرت نبی کریمؐ کی برابری بلکہ ان سے بھی بڑے ہونے کا مدعی بیان کیا۔ پھر ابن اللہ ہونے کے علاوہ خالق السموات والارض کا دعویٰ کرنے والا دکھانا چاہا۔ اور اپنی اس مزورانہ تقریر سے لوگوں کے جذبات کو خوب خوب بھڑکا کر جب دیکھا کہ ان کی قوت فیصلہ و تمیزہ بالکل مرگئی ہے۔ تو پھر حضرت مسیح موعود کی اپنی عمر کے متعلق تحریروں میں اختلاف ثابت کرنے کے لئے نہایت دھوکہ اور فریب سے کام لیا۔ اور اصل الفاظ کو بگاڑ بگاڑ کر کچھ کا کچھ نتیجہ نکالا۔ اور پانچ چھ برس کم یا پانچ چھ برس زیادہ میں لفظ یا پر بہت ہنسی اڑائی۔ اور بار بار کہا کہ خداوند عالم الغیب والشہادۃ کو کیا شک تھا۔ جو یا کہا۔ اور اس آیت کا ترجمہ ہندوؤں کو ساتھ ملانے کے لئے یوں کیا۔ تمہارا پرماتما انترجامی ہے۔ مولوی ثناء اللہ اعتراض تو ہم پر کرتا تھا۔ مگر دراصل لوگوں کو قرآن مجید پر اعتراض کرنے کے لئے اکسا رہا تھا۔ جس میں اسی عالم الغیب نے أو کئی بار فرمایا ہے۔

اس لیکچر کے متعلق ہم نے ۲۰ تاریخ کو ایک اشتہار چھپوا کر ان کے جلسہ گاہ کے دروازہ پر تقسیم کر دیا۔ تاکہ اگر کوئی حق پسند اور سمجھدار انسان ہو تو اس پر حق ظاہر ہو جائے۔

حضرت مسیح موعود کی عمر کے متعلق ہمارا اشتہار

اشتہار حسب ذیل ہے۔

حضرت مرزا صاحب کی عمر کے متعلق مولوی ثناء اللہ صاحب کا اعتراض

کل بتاریخ انیس ۱۹ مارچ ۱۹۲۱ء کو مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنے لیکچر میں یہ بات بیان کی تھی کہ مرزا صاحب کی پیشگوئی تھی کہ ان کی عمر اسّی سال کے قریب ہوگی۔ لیکن یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ ہم تمام حق پسند اصحاب کو مطلع کرنا چاہتے ہیں کہ مولوی صاحب کا یہ بیان کرنا سرتاپا غلط ہے۔ اور واقعات کے خلاف ہے۔ بلکہ خود مولوی ثناء اللہ صاحب کی گواہی سے ثابت ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر اس پیشگوئی کے مطابق ہوئی ہے۔ جو آپ نے عمر کے متعلق کی تھی۔

یاد رہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی وفات سے چونتیس سال پہلے یہ خبر پائی تھی کہ آپ کی عمر اسّی سال کے قریب ہوگی۔ آپ کے اپنے الفاظ یہ ہیں کہ: ”جو الفاظ وحی کے وعدہ کے متعلق ہیں وہ تو چوہتر اور چھیاسی سال کے اندر اندر عمر کی تعیین کرتے ہیں“۔ اس وعدہ کے مطابق آپ چوہتر سال سے چھیاسی سال تک کسی وقت بھی فوت ہوتے تو پیشگوئی پوری ہو جاتی۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود کی عمر کیا تھی۔ آپ اپنی کتاب نصرت الحق جس میں یہ پیشگوئی شائع کی ہے، تحریر فرماتے ہیں کہ اب میری عمر ستر برس کے قریب ہے۔ اور تیس برس کی مدت گذر گئی۔ کہ خدا تعالیٰ نے مجھے صریح لفظوں میں اطلاع دی کہ تیری عمر اسّی برس کی ہوگی۔ اور یا یہ کہ پانچ چھ سال زیادہ یا پانچ چھ سال کم۔ یہ کتاب ۱۹۰۵ء کے شروع میں لکھی گئی ہے۔ اور آپ ۱۹۰۸ء میں فوت ہوئے ہیں۔ پس اس تحریر کے بعد آپ تین سال کے قریب زندہ رہے ہیں اور اس حساب سے وفات کے وقت آپ کی عمر تہتر سال بنتی ہے۔ لیکن قمری حساب سے پچھتر سال کے قریب عمر بنتی ہے۔ اسی طرح آپ امریکہ کے جھوٹے مدعی نبوت کے مقابلہ میں ۱۹۰۲ء میں تحریر فرماتے ہیں کہ:۔ ”میں ایک آدمی ہوں۔ جو پیرانہ سالی تک پہنچ چکا ہوں۔ میری عمر غالباً چھیاسٹھ سال سے بھی کچھ زیادہ ہے“۔ اس تحریر کے مطابق بھی آپ کی عمر وفات کے وقت ۷۲ سال سے کچھ اوپر بنتی ہے۔ اور قمری حساب سے چوہتر سال کی ہوتی ہے۔ جو بالکل مطابق پیشگوئی کے ہے۔

یہ گواہی تو خود حضرت مسیح موعود کی ہے۔ اب ہم دوسری شہادتوں کو درج کرتے ہیں۔ مسٹر ظفر علی خان صاحب

کے والد نے اپنے اخبار زمیندار میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر ایک مضمون لکھا تھا۔ اسمیں وہ لکھتے ہیں:۔ "مرزا غلام احمد صاحب ۱۸۶۰ء یا ۱۸۶۱ء کے قریب ضلع سیالکوٹ میں محرر تھے۔ اسوقت آپکی عمر ۲۲ یا ۲۴ سال کی ہوگی۔ اور ہم چشم دید شہادت سے کہہ سکتے ہیں کہ جوانی میں نہایت صالح اور متقی بزرگ تھے۔" یہ شہادت مسٹر ظفر علی خان ایڈیٹر زمیندار کے والد کی ہے۔ جو نہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متقی اور صالح بزرگ ہونے کی چشمدید شہادت دیتے ہیں۔ بلکہ آپ کی عمر کا بھی اندازہ بیان کرتے ہیں۔ جس کو مدنظر رکھکر بھی قمری حساب سے حضرت مسیح موعود کی عمر ۷۴ سال بنتی ہے

تیسری شہادت ہم ملک محمد دین صاحب افسر انہار ریاست بہاولپور کی پیش کرتے ہیں۔ جو لکھتے ہیں کہ ۱۸۹۱ء کے حصہ اولین میں وہ دہلی میں حضرت مرزا صاحب کو ملے تھے اور اسوقت انھوں نے آپ سے آپ کی عمر کے متعلق سوال کیا تھا۔ کہ کتنی ہے۔ تو آپ نے جواب دیا تھا کہ چونسٹھ یا پینسٹھ سال کی عمر ہوگی۔ اس واقعہ کے سترہ سال بعد آپ فوت ہوگئے ہیں۔ اور اس حساب سے آپ کی عمر اکاسی بیاسی سال کی بنتی ہے۔

پھر یہی صاحب مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی شہادت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عمر کے متعلق یوں بیان کرتے ہیں کہ:۔ "۱۹۰۵ء میں بہاولپور تشریف لائے۔ تو میں نے آپ سے دریافت کیا کہ آپکی عمر کیا ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ میں ستر سال کا ہوں۔ اور ابھی بفضلہ تعالیٰ مضبوط ہوں۔ پھر ...... پوچھا کہ جناب مرزا صاحب آپ سے کس قدر بڑے تھے۔ تو آپ نے جواب دیا کہ "میں بالکل لڑکا تھا جب وہ طب پڑھا کرتے تھے۔ مجھ سے آٹھ یا نو سال بڑے ہونگے۔" مولوی محمد حسین صاحب جو مولوی ثناء اللہ صاحب کے اُستاذ الاستاذ تھے۔ انکی شہادت سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ وفات کیوقت حضرت مسیح موعود کی عمر اٹھتر سال کی تھی۔ یہ شہادت تو ایک معزز غیر احمدی صاحب کی بیان کردہ ہے۔ مگر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ سے بھی اسکی تصدیق ہوتی ہے۔ وہ ۱۸۹۳ء میں حضرت مسیح موعود کی نسبت لکھتے ہیں کہ:۔ "۶۳ برس کا تو وہ ہو چکا ہے۔" اس تحریر کے بعد آپ چودہ سال اور زندہ رہے جس حساب سے آپکی عمر اکاسی سال کی بنتی ہے۔

مگر شاید مولوی ثناء اللہ صاحب حضرت مسیح موعود کے سب سے پہلے دشمن اور اپنے استاذ الاستاذ کی شہادت کو بھی قبول نہ کریں۔ اسلئے ہم ان کے سامنے خود ان کی اپنی شہادت پیش کرتے ہیں۔ وہ اہل حدیث مورخہ ۲۶ مئی ۱۹۰۷ء میں تحریر کرتے ہیں کہ مرزا صاحب "کہہ چکے ہیں کہ میری تو عنقریب اسّی سال کی عمر کے کچھ نیچے اوپر ہے۔ جس کے سبب سے آپ غالباً سٹھیا چکے ہیں۔" مولوی ثناء اللہ صاحب کی اس شہادت سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک ۱۹۰۷ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عمر اسّی سال کے قریب ہو چکی تھی۔ پھر یہ کیا لطیفہ ہے۔ کہ ۱۹۰۸ء میں ایک سال کے بعد جب آپ فوت ہوئے تو مولوی ثناء اللہ صاحب کے نزدیک آپکی عمر ستر سے بھی کم ہو گئی۔

اسی طرح مولوی ثناء اللہ صاحب اپنی تفسیر میں جو ۱۸۹۹ء میں شایع ہوئی ہے لکھتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کی عمر اسوقت ستر سے متجاوز تھی (دیکھو حاشیہ صفحہ ۱۴۹) چونکہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی اس تحریر کے نو سال بعد حضرت مسیح موعود فوت ہوئے ہیں۔ اسلئے انہی کے بیان کے مطابق حضرت مسیح موعود کی عمر وفات کے وقت اناسی سال کی ہوئی۔ جو الہام کی بتائی ہوئی عمر کے عین مطابق ہے۔

ان تمام شہادتوں سے جو ہم اُوپر لکھ آئے ہیں۔ صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود کی عمر چوہتر سے بیاسی سال تک کی تھی۔ اور جبکہ پیدایش کی تاریخ محفوظ نہ ہو اتنی لمبی عمر کے متعلق اس قسم کا اختلاف ہو جانا کوئی تعجب انگیز امر نہیں۔ مگر بہرحال دوست و دشمن بلکہ خود مولوی ثناء اللہ صاحب کی اپنی شہادت سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عمر چوہتر سال یا اس سے زیادہ تھی۔ اور یہی بات الہام میں بتائی گئی تھی۔ پس یہ الہام سلسلہ کے اشد ترین دشمنوں کی شہادت سے سچا ثابت ہوا۔ اور پھر ایک اس شخص کیلئے جس نے اپنی آنکھوں پر تعصب کی پٹی نہیں باندھی ہوئی۔ یہ پیشگوئی حضرت مرزا صاحب کی صداقت کا ایک زبردست ثبوت ہے۔ کیونکہ یہ ممکن نہیں۔ کہ ایک شخص چالیس سال کی عمر میں علی الاعلان خدا تعالیٰ پر یہ جھوٹ باندھے۔ کہ وہ اسّی سال کے قریب عمر پائیگا۔ اور پھر خدا تعالیٰ اسے چالیس سال کے قریب اور عمر دے۔ اور باوجود دشمنوں کی خفیہ تدبیروں کے وہ اپنے شایع کردہ الہام کے مطابق عمر پاکر فوت ہو۔

ایسی زبردست شہادت کے بعد جسمیں خود مولوی ثناء اللہ صاحب کا بھی حصہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد اپنے پہلے شایع کردہ بیانوں کے خلاف مولوی ثناء اللہ صاحب کا نہایت چھوٹے چھوٹے اختلافات کی بنا پر یہ بیان کرنا کہ عمر کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی غلط ثابت ہوئی صاف دلالت کرتا ہے۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کو اظہار حق مدنظر نہیں۔ بلکہ حضرت مسیح موعود کی مخالفت مدنظر ہے۔ ورنہ کیا سبب ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود کی بتائی ہوئی عمر دوسرے بے تعلق لوگوں کی شہادت مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی شہادت کے خلاف اب ایک اور بات بیان کر رہے ہیں۔ آخر وجہ کیا ہے۔ کہ باوجود حضرت مسیح موعود کی کتب کے پورے طور پر واقف ہونے کا دعویٰ کرنے کے مولوی ثناء اللہ صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں تو ان کی عمر اسّی سال کے قریب بتاتے رہے اور آپکی وفات کے بعد انھوں نے یہ بات کہنی شروع کر دی کہ عمر والی پیشگوئی جسمیں چوہتر سال سے چھیاسی سال عمر بتائی گئی تھی۔ غلط ہوئی۔ کیا یہی وجہ نہیں کہ وہ ڈرتے ہیں۔ کہ لوگ اس زبردست نشان کو دیکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے کے مصدق ہو جائینگے۔ اور مولوی صاحب کا مشن ناکام رہے گا۔

المشتہر

ناظر تالیف و اشاعت۔ قادیان دارالامان

مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنے لیکچر میں حضرت مسیح موعود کی عمر کے متعلق جس تزویر سے کام لیا۔ اور لیتا رہتا ہے اس کا رد مندرجہ بالا اشتہار کے ذریعہ کر دیا گیا۔

مولوی ثناء اللہ کی عجیب باتیں

مولوی ثناء اللہ نے دوران لیکچر میں جو باتیں اور حرکات کیں۔ انمیں سے بعض درج ذیل کی جاتی ہیں:۔

لیکچر دیتے ہوئے جب اسے معلوم ہوا کہ مولوی محمد علی بوڑھی آیا ہے۔ تو کہا کہ مولوی صاحب رات کو نماز روزہ پر وعظ

کہینگے۔ رڑائی جھگڑے انہوں نے ہمارے گلے ڈال دئے ہیں کہ جاؤ لڑتے پھرو۔ اور اپنے لئے سچی سچی اور اچھی باتیں رکھ لی ہیں۔ ان کا وعظ توحید اور سنت کی پھلجڑیاں ہونگی۔

گویا مولوی محمد علی نے جھوٹی اور لغو باتیں مولوی ثناءاللہ کے گلے ڈال دی ہیں۔ مگر بیچارے بڑ بڑی کی کیا حقیقت ہے یہ تو اس کے نفس کی ہی کارروائی ہے ٭

دوران لیکچر میں شور و شر پر کئی بار ثناءاللہ نے کہا کہ اگر آپ لوگ نہیں سنتے۔ تو میں بیٹھ جاتا ہوں۔ اور ایک دفعہ تو میز پر چڑھ کے بیٹھ ہی گیا۔ اسپر اعلان کیا گیا کہ جب تک سب لوگ خاموشی کے ساتھ بیٹھ نہ جائینگے۔ مولوی صاحب وعظ نہ کرینگے۔

مولوی ثناءاللہ صاحب نے اپنی بچپن کی سعادتمندی کا ایک واقعہ اس طرح بیان کیا کہ خود بدولت ایک دفعہ بیمار ہوکر سرپرست کسی حکیم کے پاس لے گئے۔ (اگر سرپرست کا نام وغیرہ بتادیا جاتا۔ تو ممکن تھا کہ کئی ایسی باتیں روشنی میں آجاتیں جو مدت سے زیر بحث چلی آرہی ہیں) اگرچہ عمر بہت چھوٹی تھی۔ لیکن چونکہ سعادت بڑی ہوئی تھی۔ اسلئے حکیم صاحب نے کسی اور کو شوربا روٹی بتانے پر آپ مصر ہو گئے۔ کہ چونکہ میرے سامنے حکیم صاحب نے یہ بات کہی ہے۔ اسلئے مجھے شوربا روٹی ہی دی جائے۔ اور مہربان سرپرست کے بار بار سمجھانے پر بھی کہ تمہارے لئے حکیم صاحب نے دال روٹی بتائی ہے۔ شوربا روٹی ہی لیکر ٹلے۔

نہ معلوم مولوی ثناءاللہ کو اپنا یہ کارنامہ بیان کرکے اپنے مہربان "سرپرست" کی یاد کو تازہ کرنا منظور تھا یا کیا۔ لیکن ایک سمجھدار تو اس سے یہی نتیجہ نکالیگا کہ جناب والا پیدا ہوتے ہی کج بحث اور ٹیڑھی فطرت کے واقع ہوئے تھے اور پھر سرپرستوں کی بے جا نازبرداریوں نے ایک کریلا دوسرا نیم چڑھا کی مثل بنا دیا۔ اور اب دینی اور مذہبی امور میں کج بحثی سے کام لینے پر مجبور ہیں۔ اور یہ بات آپ کی فطرت ثانیہ ہو چکی ہے ٭

مولوی عبدالسمیع دیوبندی

مولوی ثناءاللہ کے بعد ہمارے دیرینہ واقف مولوی عبدالسمیع دیوبندی کھڑے ہوئے۔ ماشاءاللہ چشم بد دور۔ جس ہیئت کذائی میں آپ نمودار ہوئے۔ وہ ہمیں کبھی نہ بھولیگی۔ اس کا نقشہ ہم الفاظ میں کھینچنے سے معذور ہیں۔ ہمارے پاس بیٹھے ہوئے ایک معزز شخص نے "کنجڑا" اور "بنیا" کے دو جامع مانع الفاظ ان کی شان والا کے متعلق بے اختیار ارشاد فرمائے۔

آپ نے اٹھتے ہی فرمایا جس طرح مجھے یہاں کی انجمن نے بلایا ہے۔ اسی طرح ایڈیٹر الفضل نے اخبار کے ذریعہ بلایا ہے اور میں یہاں آگیا ہوں۔ اور موجود ہوں۔ یہ کہکر عجیب و غریب حرکات اور زیر و بم آواز کے ساتھ ایک بے سروپا لیکچر شروع کر دیا ٭

بے سروپا اسلئے کہا کہ کسی خاص مقصد کا اثبات مدنظر نہ تھا۔ اور طوالت یاوہ گوئی کے انتہائی درجہ تک پہنچی ہوئی تھی۔

مولوی عبدالسمیع کی تقریر

آپ کا طرز تقریر یہ تھا۔ بھائیو! لقد جاءکم رسول من انفسکم تمہاری طرف۔ آگیا خیال شریف میں۔ آیا رسول۔ آگیا خیال شریف میں۔ اجی کون رسول وہ رسول۔ آگیا خیال شریف میں۔ کیا کہنے ہیں اس رسول کے۔ کیا بتاؤں میں شان اس رسول کی۔ آگیا خیال شریف میں۔ بس جناب رسول ایسے ہوتے ہیں۔ آگیا خیال شریف میں۔ نہ وہ جو کبھی خدا ہونے کا دعویٰ کریں۔ کبھی کرشن کا کبھی عیسےٰ کہیں اپنے آپ کو۔ آگیا خیال شریف میں۔ اور کبھی کہیں کہ میں کسی کے کوچے کی خاک ہوں۔ آگیا خیال شریف میں۔

مولوی عبدالسمیع کی حرکات

یہ تو زبانی گلفشانی تھی اور ہاتھوں کا عمل ملاحظہ فرمائیے۔ پہلے پگڑی اتاری۔ پھر اس سے ٹوپی نکالی۔ وہ سر پر رکھی پھر آستینیں چڑھائیں پھر پاجامہ اٹھایا پھر پگڑی باندھی لنگی کندھے پر رکھی پھر اتاری پھر رکھی۔ پیچ و تاب کھاتے ہوئے کبھی میز پر اوندھے منہ لیٹ گئے۔ کبھی پبلک کی طرف سے منہ موڑ کر دیوار کی جانب وعظ کہنے لگے۔ غرض عجیب عجیب حرکات تھے۔ جو آنجناب سے صادر ہوئے۔ اور عجیب عجیب الفاظ تھے۔ جو بے سوچے سمجھے منہ سے نکلے۔

مولوی عبدالسمیع ہماری تائید میں

آپ اپنی تقریر کی رو میں ایسے بہ گئے کہ مسئلہ نبوت بیان کرتے ہوئے ہماری تائید کرنے لگے۔ ایک مثال بیان کی کہ کنوئیں میں پانی ہو۔ تو مٹکے میں پانی آئے گا۔ پھر لوٹے میں۔ پھر آبخورے میں۔ لیکن اگر کنوئیں میں پانی نہ ہو۔ تو پھر پانی نہ ملیگا۔ اسی طرح نبوت محمدیہ سرچشمہ ہے تمام انبیاء کی نبوت کا۔ اگر نبوت محمدیہ میں کچھ نہیں تو اور انبیاء میں بھی کچھ نہیں۔ محمد صلے اللہ علیہ وسلم آسمان نبوت کے آفتاب ہیں اور دوسرے انبیاء ستارے۔ جناب محمدؐ کے نور نے سب نوروں کو مات کر دیا۔ صاف ظاہر ہے کہ خاتم النبیین کے یہ معنے ہمیں بھی مسلم ہیں۔ کہ آپ میں نبوت کے کمالات انتہائی درجہ کے موجود تھے۔ اور یہ نبوت اپنی ذاتی فیض رسانی سے قاصر نہیں۔ اور فیضان نبوت کا کمال یہ ہے کہ اس کی پیروی کی برکت سے نبی پیدا ہوں۔ اور اگر سلسلہ نبوت بند مانا جائے۔ تو اس کے یہ معنے ہیں کہ چشمہ نبوت میں پانی نہیں رہا۔ کیونکہ جیسا کہ لیکچرار نے کہا کہ جب تک اس چشمہ میں پانی تھا۔ دوسروں تک بھی پانی پہنچتا رہا جب تک شمع نور رکھتا تھا۔ دوسروں کو بھی اس نور سے حصہ ملتا رہا۔ اب اس سلسلہ کی بندش بتاتی ہے۔ کہ چشمہ سوکھ گیا۔ حالانکہ یہ باطل ہے ٭

رُخ پلٹا

آخر مولوی عبدالسمیع صاحب متنبہ ہوئے (یا کئے گئے کیونکہ صدر نے کچھ سرگوشی ان سے کی) کہ میں تو دیوبند کے عقائد کے خلاف وعظ کر رہا ہوں تب اپنا رُخ پلٹا۔ اور کہا کہ لا الہ الا اللہ کہنے کے یہ معنے ہیں۔ کہ نماز بھی پڑھینگے۔ روزے بھی رکھینگے۔ جو نماز نہیں پڑھتے۔ وہ لا الہ الا اللہ کے منکر ہیں۔ اور ان کا حشر فرعون و ہامان کے ساتھ ہوگا۔ یہ قول بھی ہمارا ہی مؤید تھا۔ کیونکہ انھوں نے اپنے بھائی بندوں پر کھلے الفاظ میں فتویٰ لگا دیا کہ تم لا الہ الا اللہ کے منکر اور کافر ہو۔ لا الہ الا اللہ کے معنے بیان کرتے ہوئے یہ بات بھی کہی کہ اگر اللہ کے سوا کوئی معبود برحق ہے۔ تو اس کی نفی بھی اس میں ہے۔ اسی طرح لا نبی بعدی میں ہر قسم کے نبی کی نفی ہے۔ خواہ وہ برحق ہے ٭

معمّا

یہ معمّا ہم آج تک نہیں سمجھ سکے کہ اللہ کے سوا معبود برحق کیسا؟ اور لا نبی بعدی میں ہر قسم کے نبی کی نفی سے حضرت عیسیٰ بن مریم۔ نبی اللہ مزعومہ مخالفین کیونکر مستثنیٰ ہو گئے۔ پھر ایک طرف کہا کہ کوئی نبی نہیں آسکتا۔ پھر دوسری طرف کہا کہ بھائیو! اگر کوئی ایسا نبی ہو جیسا میں نے بیان کیا تو ہم اسے

ماننے کو تیار ہیں ٭

کیا رسول کریمؐ سب کو جنت میں لیجائینگے

کیسا ہی اسکے متعلق کہا کہ سچے نبی نے کہا کہ میں چند سو آدمی ساتھ لیکر جنت میں نہیں جاؤں گا۔ بلکہ سارے جہان کو لے کر چلوں گا۔ اس کا مطلب بھی ہم نہیں سمجھ سکے۔ کہ حضرت خاتم النبیینؐ نے کب فرمایا کہ میں سارے جہان کو ساتھ لے کر جنت میں جاؤں گا۔ کیا ابو جہل عتبہ اور قادیان کے علاوہ اس بڈھے شاہ کو بھی لیکر یا صرف اپنے ماننے والے سچے متبعین کو ٭

حضرت عمرؓ اور بڑھیا

پھر آپ نے حضرت عمرؓ کا ایک قصہ سنایا کہ ایک بڑھیا کے خاندان کو بھوکا پاکر اس کے لئے آٹے وغیرہ کی گٹھڑی خود اٹھاکر لے گئے۔ اور جب غلام نے اصرار کیا کہ میں اٹھاتا ہوں۔ تو فرمایا کہ کیا حشر کے دن جب اس بڑھیا کے گناہ اٹھاکر عمرؓ کے سر پر رکھ دئے جائینگے۔ تو تم وہ گٹھڑی اٹھالو گے۔ کیا مولوی صاحب اس روایت کو مورخانہ اصول پر صحیح اور اپنے آخری الفاظ کو شریعت محمدیہ کے مطابق ثابت کر سکتے ہیں ٭

مولوی صاحب نے اپنے لیکچر میں لو کان بعدی نبیًا لکان عمر اور والعاقب الذی لیس بعدہٗ نبی کو پیش کیا۔ اور کہا یہ صحیح احادیث ہیں۔ کیا مولوی صاحب اپنے قول پر قائم ہیں یا جوش جنون میں یہ سب کچھ کہہ گئے۔

عجیب تلفظ

مولوی صاحب کے لیکچر میں ایک خاص تلفظ یاد رکھنے کے قابل ہے۔ کہ امرتسر کو بار بار "اِمرِتسر" ارشاد فرماتے رہے۔ اور اس کی داد سٹیج پر بیٹھے ہوئے بعض آدمی ہنسی سے دیتے رہے ٭

پتے کی بات

مولانا نے خاتمہ پر مولویوں کے متعلق ایک پتے کی بات کہی۔ اور وہ یہ کہ ہم رسول کریم کے نام کے وارث ہیں۔ اور جو کام کرتے ہیں۔ وہ بھی نام کا ہی کرتے ہیں۔

اس حق بر زبان جاری پر ہم بھی صاد کرتے ہیں۔

ہمارا انتظار

ہم منتظر رہے۔ کہ ایڈیٹر الفضل نے اخبار میں جس بات کا ان سے مطالبہ کیا تھا۔ اس کے متعلق بھی کچھ ارشاد ہوگا۔ لیکن خدا کے بندے نے ایک لفظ بھی تو نہ کہا

مُباہلہ کے متعلق ہمارا مطالبہ

ہاں آخری دن جب ہم نے دیوبندیوں کے مُباہلہ سے فرار کا اشتہار دیا۔ اور جواب کا مطالبہ کیا تو مولوی حبیب الرحمٰن دیوبندی نے آخری تقریر میں کہا کہ ہم نے قادیانی جماعت کے اشتہار کا (جس کو شایع ہوئے ایک سال سے بھی زیادہ عرصہ ہو چکا ہے) اسلئے جواب نہیں دیا کہ ہمارا اشتہار نمبر ۱ مسلم ہو جائے۔ ہاں اب ہم نے اس کا جواب دیا ہے۔ جو ایڈیٹر الفضل کو بھیجا یا ہے۔ جو پہنچ گیا ہوگا یا پہنچ جائیگا۔

یہ منطق ہماری سمجھ میں نہیں آئی۔ اور نہ کبھی اور سمجھدار کی سمجھ میں آسکتی ہے۔ کہ ایک سال سے زیادہ عرصہ تک جواب شائع نہ کرنے پر کسی پہلے اشتہار کے مسلم ہو جانے کا کیا مطلب؟ باقی رہی یہ بات کہ اب جواب بھیجدیا گیا ہے۔ اس کی حقیقت یہ ہے۔ کہ ہمیں ۲۲ مارچ کو یعنی جلسہ سے ایک دن بعد جبکہ دیوبندی وغیرہ مولویوں کا کوچ ہو چکا تھا۔ ایک پیکٹ ملا ہے۔ جس میں ایک چھوٹا سا اشتہار ہے۔ جو نہایت سراسیمگی اور پریشانی کی حالت کا لکھا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ اسمیں بجائے اسکے کہ مُباہلہ کے تصفیہ کے متعلق کچھ ہوتا۔ اعتراض کرنے کی نئی راہ نکالی گئی ہے۔ جو مُباہلہ سے فرار کا مزید ثبوت ہے۔ اور مباہلہ سے جان بچاتے ہوئے اب تو یہاں تک لکھ دیا گیا ہے کہ مباہلہ و مناظرہ کی حاجت باقی نہیں رہی ٭

دیوبندیوں کے متعلق ہمارا اشتہار

دیوبندیوں کے اس فرار کے متعلق ہم مفصل انشاء اللہ پھر لکھینگے۔ یہاں وہ اشتہار درج کرتے ہیں۔ جو ہم نے جلسہ پر تقسیم کیا اور جس کا اوپر ذکر آچکا ہے۔ وھو ھذا:-

"قل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقًا"

حق کے مقابلہ سے باطل بھاگ گیا

دیوبندی علماء کا مُباہلہ سے کُھلا کُھلا فرار

مباہلہ حق و باطل صداقت و کذب میں کُھلا کُھلا امتیاز کر دینے والا ایک ایسا حربہ ہے۔ کہ باطل پرست اس کا نام ہی سنکر تھراتے اور کانپنے لگتے ہیں۔ ان کی طاقتیں سلب ہو جاتی۔ ان کو قوتیں جواب دے بیٹھتی ہیں۔ ان کے حوصلے پست ہو جاتے ہیں۔ ان کے ہاتھ پاؤں شل ہو جاتے اور وہ ناکام و نامراد ہو کر ہمیشہ کے لئے تیرہ و تار گڑھے میں جا پڑتے ہیں۔

اس نظارہ کو دنیا نے سب سے اول اسوقت دیکھا جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسب ذیل باطل کش اور کفر شکن اعلان فرمایا:- تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ (۳ع۶)

پھر اس زمانہ میں ملاحظہ کیا۔ جبکہ آپ کا بروز اتم حضرت مرزا غلام احمدؑ قادیانی مبعوث ہوا۔

دُنیا جانتی ہے۔ اور خوب اچھی طرح جانتی ہے۔ کہ آپ نے کس بلند آہنگی سے تمام ہندوستان کے علماء اور سجادہ نشینوں کو مباہلہ کا چیلنج دیا مگر کوئی بتا سکتا ہے۔ کہ آپ کے مقابل پر کون کھڑا ہوا؟ کوئی بھی نہیں۔ پھر کیا یہ آپ کی صداقت کا عظیم الشان ثبوت نہیں ہے۔ لیکن یہ ثبوت آپ کی زندگی ہی میں اپنی پوری شان کے ساتھ ظاہر نہیں ہوا۔ بلکہ اب جبکہ آپ کا خلیفہ برحق موجود ہے۔ اب بھی اس کا اظہار ہو رہا ہے کل کی بات ہے۔ کہ علماء دہلی نہایت عبرت انگیز طریق سے مُباہلہ سے بھاگ گئے۔ پھر ان کے بعد خواجہ حسن نظامی صاحب اُٹھے۔ اور ایک گھنٹہ کے اندر اندر جان لینے کی دھمکی دی۔ لیکن جب انہیں اسلامی طریق سے مباہلہ کے لئے بُلایا گیا۔ تو ہمیشہ کے لئے خاموش ہو گئے۔ مگر ان سب سے بڑی اور خطرناک ہزیمت مباہلہ کے متعلق جن لوگوں کو اٹھانا پڑی وہ علماء دیوبند ہیں ٭

مدرسہ دیوبند کے مہتمم مولوی حبیب الرحمٰن صاحب نے جب ایک معمولی سی بات پر اپنے معترضین کو علماء دیوبند کی طرف سے مباہلہ کی دعوت دی تو ہم نے علماء دیوبند سے کہا کہ جب ان کے نزدیک مباہلہ کرنا جائز ہے۔ اور کسی امر کا فیصلہ کرنے کیلئے وہ اس پر عمل کرنے کیلئے تیار ہیں تو کیوں ہمارے مقابلہ پر بھی اسی ذریعہ سے اس بات کا فیصلہ کرنے کیلئے نہیں کھڑے ہوتے جسکی وجہ سے ہم انکو اور وہ ہمیں مسلمان نہیں سمجھتے۔

ہمارے اس زبردست چیلنج پر علماء دیوبند میں جب کوئی حرکت نہ پیدا ہوئی۔ تو اشتہارات کے ذریعہ انہیں خوب گراں سے بیدار کرنے کی کوشش کی گئی۔ جو کامیاب ثابت ہوئی۔ اور ایک شخص عبدالسمیع ان کا قائم مقام بنکر سامنے آیا۔ لیکن آخر کار ہوا وہی جو ہم نے چیلنج دیتے وقت ہی بتا دیا تھا۔ اور جسے دیوبندی قائم مقام نے اپنے اشتہار میں ہمارے چیلنج کا ذکر کرتے ہوئے خود اس طرح لکھ دیا تھا کہ:۔

"جیسے کہ مرزائی جماعت کی عادت ہے، اپنا یقین بھی ظاہر کر دیا کہ علماء دیوبند مباہلہ کیلئے تیار نہ ہونگے اور انواع واقسام کے حیلوں سے مباہلہ کو ٹالینگے۔"

(دیکھو سب سے پہلا دیوبندی اشتہار)

اب دنیا دیکھ لے اور حق پسند اصحاب ملاحظہ کرلیں۔ کہ ہمارا یہ یقین جسے قدرت خداوندی نے دیوبندی اشتہار میں ثبت کرا دیا۔ کس طرح روز روشن کی طرح حرف بحرف پورا ہوا۔ کہ ایک عرصہ تک انواع واقسام کے حیلے بہانے کرنے کے بعد علماء دیوبند نے بالکل سکوت اختیار کر لیا اور ہمارا اشتہار جس پر ۲۵ جنوری سنہ ۱۹۲۰ء کی تاریخ ثبت ہے۔ اور جو انہی دنوں ان کے پاس بذریعہ رجسٹری پہنچا دیا گیا تھا۔ آج تک کہ ایک سال سے بھی زیادہ عرصہ گذر چکا ہے۔ اس کا جواب ان سے نہیں بن پڑا۔ حالانکہ اس دوران میں ایک بار نہیں۔ بلکہ دو بار بذریعہ اخبار الفضل ان سے جواب کا مطالبہ بھی کیا گیا۔ غیرت بھی دلائی گئی لمبے چوڑے دعوے یاد دلاکر ان کے شرم اور ندامت کے جذبات کو بھی اپیل کیا گیا۔ لیکن انہیں نہ بولنا تھا نہ بولے اور اس طرح مباہلہ سے کھلا کھلا فرار اختیار کر کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا ایک اور ثبوت ٹھہر گئے۔

حق پسند اصحاب کے لئے حضرت مرزا صاحب کے صادق اور راست باز ہونے کا یہ ایک عظیم الشان نشان ہے پس اے وہ لوگو! جو حق کے جویاں ہو۔ اس سے فائدہ اُٹھاؤ اور اپنی عاقبت سنوار لو۔ ہم نے علماء دیوبند کو علی الاعلان کہدیا تھا۔ اور اب بھی کہتے ہیں کہ ہم ہر وقت خدا کے فضل وکرم سے اور اسی کی توفیق سے حضرت مرزا صاحب کی صداقت پر مباہلہ کرنے کے لئے تیار اور آمادہ ہیں کیونکہ ہمارے قدم صداقت کی اس مضبوط چٹان پر قائم ہیں جہاں سے کوئی بڑے سے بڑا مخالف بھی ہٹانے کی طاقت نہیں رکھتا۔ اور کوئی نہیں ہے۔ جو ہمارے مقابل پر کھڑا ہونے کی طاقت رکھتا ہو۔ علماء دیوبند اگر اپنے آپ کو حق پر سمجھتے اگر ان کے پاس صداقت ہوتی۔ اگر ان میں مباہلہ کیلئے سامنے آنے کی جرأت ہوتی۔ تو وہ کیوں بھاگتے اور کیوں راہ فرار اختیار کرتے۔

اگر آپ لوگوں کو ان کے فرار میں کسی قسم کا شک و شبہ ہو۔ تو مولوی عبدالسمیع صاحب دیوبندی سے بالمشافہ پوچھ لیجئے کہ انہوں نے بحیثیت قائم مقام علماء دیوبند کیوں ہمارے اس اشتہار کا جواب شائع کر کے ہمیں نہیں بھیجا جسے ان کے پاس پہنچے ہوئے ایک سال سے بھی زیادہ عرصہ گذر چکا ہے۔ لیکن اس سوال کا جواب ان کے پاس سوائے اسکے اور کچھ نہیں ہے کہ علماء دیوبند مباہلہ سے بھاگ گئے ہیں۔

اب کیا اُن علماء کا اس طرح بھاگنا حضرت مرزا صاحب کی صداقت کا عظیم الشان نشان نہیں ہے۔ بیشک نشان ہے۔ پس اس سے فائدہ اُٹھاؤ۔ اور جس طرح خالی ہاتھ آئے ہو۔ اسی طرح خالی ہاتھ نہ چلے جاؤ۔ یہ دنیا چند روزہ ہے۔ اور مرنے کے بعد تمہیں اس احکم الحاکمین کے حضور پیش ہونا ہے۔ جس نے حضرت مرزا صاحب کے مخالفین کی طاقتیں اور حوصلے سلب کر کے تمہارے فائدہ اٹھانے کے لئے اس قسم کے نشان مہیا کر دیے ہیں۔ واخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین۔"

مولوی ابراہیم سیالکوٹی کا لیکچر

عصر کے بعد مولوی ابراہیم سیالکوٹی کا لیکچر ہوا۔ اسوقت بہت سے لوگ اِدھر اُدھر کھڑے تھے۔ اور بار بار درخواست کرنے پر بھی نہ بیٹھتے تھے۔ کہ اعلان ہوا۔ مولوی صاحب ناراض ہو گئے ہیں۔ بیٹھ جاؤ۔ ورنہ لیکچر نہیں دینگے۔ اسپر ایک شخص نے تجویز پیش کی۔ کہ جس طرح لڑکے کھیلتے ہوئے سب کو بٹھانے کے لئے گالی دیا کرتے ہیں۔ کہ جو نہ بیٹھے وہ ایسا ہو۔ اسی طرح یہاں کیا جائے۔

آخر خدا خدا کر کے مولوی صاحب نے لیکچر شروع کیا جو حیات مسیح کے متعلق تھا۔ مگر نہایت حسرت کے ساتھ کہنا۔ پڑتا ہے کہ میں کھلے دل سے خیالات کو ظاہر کروں مجمع زیادہ ہونا چاہیئے تھا۔ پھر مولوی صاحب نے اعتراف کیا کہ قرآن سے حیات مسیح کا ثبوت دینا بہت مشکل کام ہے۔ اور یہ میدان بہت تنگ ہے۔ تاہم جو کچھ ہو سکیگا قرآن کریم ہی سے پیش کروں گا۔ یہ دعویٰ کرنے کو تو کر دیا۔ مگر پھر اخیر تک کوئی آیت نہ پڑھی۔ اور انجیل ہی کے حوالے پیش کرتا رہا۔ جس سے معلوم ہوا۔ کہ آپ کا قرآن مجید یہی انجیل تھی۔ کیوں نہ ہو۔ آخر آپ مسیح اسرائیلی کی گاڑی کے کھینچنے والے ہیں۔

مولوی ابراہیم کی انگریزی دانی

مولوی ابراہیم کے لیکچر میں خاص بات یہ تھی کہ تقریر تو پنجابی میں تھی۔ مگر انجیل کے حوالے انگریزی میں سناتا تھا۔ اس کی انگریزی خوانی جہاں قابل مضحکہ تھی۔ وہاں یہ بات بھی قابل غور تھی۔ کہ سامعین جن کے اچھی طرح اُردو بھی نہ سمجھ سکنے کی وجہ سے پنجابی میں تقریر کی جارہی تھی اور پنجابی میں بھی ۵۶ کو ۵ اور ۶ دو علیحدہ علیحدہ عدد بتاکر سمجھایا جارہا تھا۔ ان کے سامنے کیوں انگریزی میں حوالے پڑھے جاتے تھے۔ گویا یہ صرف اسلئے تھا کہ لوگ مولوی ابراہیم کی انگریزی دانی سے آگاہ ہو جائیں۔

دوران لیکچر میں جب مولوی ابراہیم نے ایک آیت غلط پڑھی۔ اور پاس بیٹھے ہوئے ایک شخص نے اصلاح کی۔ تو بجائے اسکے کہ اس کا مشکور ہوتا۔ اُلٹا اُسکے گلے کا ہار ہو گیا۔ اور چھٹتے ہی پوچھا۔ کیا تم حافظ ہو۔ اس نے کہا نہیں۔ کہنے لگا۔ پھر حافظ کو تم کیا لقمہ دے سکتے تھے بات تو اس نے صحیح کہی تھی۔ مگر جناب کو اپنا حافظ ہونا جتانا تھا۔

مولوی ابراہیم کا چیلنج

لیکچر کے خاتمہ پر مولوی ابراہیم نے چیلنج دیا۔ کہ مسیح کے صلیب پر چڑھایا جانے کے متعلق اسی جلسہ گاہ میں مجھ سے سوال کئے جاسکتے ہیں۔ اسپر سٹیج سے روکا گیا۔ تو کہا کہ مجھے معلوم نہیں کہ انجمن کا کیا انتظام ہے۔ میں شخصی طور پر مباحثہ کرنے کے لئے تیار ہوں۔ اور میں سیالکوٹ یہ کہکر آیا ہوں کہ میرا ہی حضرت مسیح کو آسمان پر نہیں چڑھاتا۔ بلکہ قادیان میں جاکر بھی چڑھاؤں گا۔ اور حضرت عمرؓ کی طرح یہ بھی کہہ آیا ہوں

کہ جس نے اپنی بیوی رانڈ اور بچے یتیم کرانے ہوں آ گئے اور مجمع رو کے۔ پس میں عام اعلان کرتا ہوں۔ کہ جس نے آنا ہے آئے ابراہیم حضرت عیسے کو آسمان پر زندہ بجسدہ العنصری ثابت کرنے کے لئے تیار ہے۔ اور یہاں سے نہیں جائیگا۔ جب تک ثابت نہ کر لیگا ؎

اس چیلنج کی طرف ہم نے منتظم افسروں کو توجہ دلائی۔ کہ ہم منظور کرنے کا اعلان کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن انہوں نے کہا کہ مباحثہ کی اجازت نہیں ہے۔ اور ہم یہ چیلنج ان کو واپس کراتے ہیں۔ اسپر اعلان کیا گیا کہ یہ چیلنج مولوی ابراہیم کا ذاتی ہے۔ اس جلسہ کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ مباحثہ بعد میں بٹالہ ہو ؎

اس کا جواب بھی ہم جلسہ عام میں دینا چاہتے تھے کہ افسروں نے کہا۔ ہم مولوی ابراہیم کا ذاتی یہ چیلنج بھی ابھی واپس کرائینگے۔ آپ کو اس کے جواب میں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگرچہ افسران مولوی ابراہیم کی اپنی زبانی چیلنج کو واپس نہ کرا سکے۔ اور مولوی ثناء اللہ نے باوجود یہ اقرار کرنے کے کہ مولوی ابراہیم سے اسی کی زبانی چیلنج واپس کرا دیا جائیگا۔ اس اقرار کو پورا نہ کیا۔ اور مولوی ابراہیم کی بجائے خود ہی کہا کہ اس چیلنج کو جو دیا گیا تھا۔ ہم اسی جگہ دفن کرتے ہیں۔ اور دوسری جگہ مباحثہ کرنے پر آمادگی ظاہر کی ؎

ہماری طرف سے چیلنج کی منظوری

کسی دوسری جگہ مباحثہ کرنے کے چیلنج کو منظور کرنے کا بھی ہم اعلان کرنا چاہتے تھے۔ لیکن اس کا ہمیں موقعہ نہ دیا گیا۔ اور نہ پولیس نے موقعہ دلایا۔ اسلئے ہم نے حسب ذیل اشتہار چھپوا کر شایع کر دیا ؎

مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی و دیگر علماء کا چیلنج مباحثہ منظور

کل انیس ۱۹ تاریخ مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی نے احمدیوں کو وفات و حیات مسیح کے مسئلہ پر بحث کرنے کا چیلنج دیا تھا۔ اور گو پیشتر اسکے کہ ہم اس کا جواب دیتے پہلے تو نام نہاد انجمن اسلامیہ کے عہدہ داروں نے اور پھر مولوی ثناء اللہ صاحب نے مولوی ابراہیم کی طرف سے اس چیلنج کو واپس لے لیا بلکہ دفن کر دیا ہے

لیکن چونکہ اسکے ساتھ ہی ان کی طرف سے اس امر کا بھی اعلان کیا گیا ہے۔ کہ وہ وفات و حیات مسیح پر کسی اور مقام پر ہم سے بحث کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اور چونکہ اس چیلنج کے جواب کی قبولیت کا اعلان کرنے کا جب ہم نے ارادہ کیا تو انھوں نے ہم کو موقعہ نہ دیا اسلئے ہم اشتہار کے ذریعہ سے اعلان کرتے ہیں کہ ہم

علماء میں سے ہر ایک شخص کے ساتھ وفات و حیات مسیح کے مسئلہ پر بحث کرنیکے لئے تیار ہیں لیکن ہم یہ جانتے ہیں کہ علماء اس پیالہ کے پینے کے لئے کبھی تیار نہونگے۔

کیونکہ وہ اس مسئلہ پر بحث کرنے سے ہمیشہ جی چراتے ہیں اور حتی الوسع جی چراتے رہینگے۔ اگر یہ چیلنج سچے دل سے دیا گیا ہے تو ہم امید کرتے ہیں کہ علماء اب اپنے دعوی کو واپس نہ لینگے۔ شرائط کے متعلق ہم یہ مناسب سمجھتے ہیں۔ کہ ایک آدمی غیر احمدی علماء اپنی طرف سے مقرر کر دیں اور ایک احمدی جماعت کا قائم مقام ہو۔ یہ دونو قائم مقام تحریری طور پر شرائط مباحثہ کا تصفیہ کر لیں اور اسکے مطابق لاہور کے مقام پر مباحثہ ہو جائے لیکن اگر اسی علاقہ میں مباحثہ منظور ہو تو پھر گورداسپور میں مباحثہ ہو ؎

یہ جو کہا گیا ہے۔ کہ احمدی جماعت کی طرف سے خلیفہ یا اس کا قائم مقام بحث کرے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جب آپ کے خلیفۃ المسلمین یا ان کے قائم مقام بحث کرنیکے لئے آوینگے۔ تو اسوقت احمدی جماعت کے خلیفہ یا ان کے مقرر کردہ قائم مقام بھی بحث کرنے کے لئے آجاوینگے۔ یہ بات صرف ہم اسلئے لکھتے ہیں کہ اس امر کو بطور شرط پیش کیا گیا ہے ورنہ یہ بات ممکن ہے کہ

جو شخص ہم میں سے بحث کیلئے کھڑا ہو۔ اسکو ہمارے امام اپنی نیابت کی سند لکھ دیں

ہم امید کرتے ہیں کہ حاضر الوقت اصحاب ان علماء کو مجبور کرینگے کہ اس مسئلہ کے فیصلہ سے جی نہ چرائیں۔

خاکساران

(۱) قاضی محمد ظہور الدین اکمل (ایڈیٹر تشحیذ الاذہان) (۲) میر قاسم علی (ایڈیٹر فاروق) (۳) منشی غلام نبی (ایڈیٹر الفضل قادیان)

ہمارے اس اشتہار کے جواب میں نہ تو مولوی ثناء اللہ صاحب نے اور نہ مولوی ابراہیم نے کوئی جواب دیا۔ جس سے ان کے چیلنج مناظرہ کی حقیقت ظاہر ہو گئی کہ صرف عوام میں اپنی شیخی جتانے کے لئے انہوں نے بڑ ہانک دی۔ ورنہ ان میں ہرگز جرأت نہیں کہ حیات و ممات مسیح علیہ السلام کے متعلق مباحثہ کر سکیں۔

پیر بخش لاہوری کی بدزبانی اور بے ہودہ سرائی

۲۰ مارچ ۱۹۲۱ء - پہلے پیر بخش لاہوری نے اپنا ایک چھپا ہوا ٹریکٹ پڑھنا شروع کیا باوجود ناظرہ پڑھنے کے بار بار زبان لغزش کھاتی اور اہل علم کو اپنے پر ہنساتی تھی۔ ایک فقرہ پڑھکر پھر اس کی تشریح بہت ہی بھونڈی معلوم ہوتی تھی۔ اور اس شخص کی جہالت پر افسوس آتا تھا۔ جو علماء میں شریک ہو کر دون کی لے رہا تھا۔

ایک دلیل یہ دی کہ مسیح ناصری نے واقعہ صلیب کے بعد اپنے حواریوں کو السلام علیکم کہا۔ اے بھائیو! کبھی روح بھی السلام علیکم کہتی ہے۔ دوسری دلیل یہ دی۔ کہ مسیح کو بدلی نے اٹھایا۔ جس سے ظاہر ہے کہ مسیح روح مع الجسم اٹھایا گیا۔ پھر دوران تقریر میں کہا جس طرح ہم کسی چیز کو بچشم خود نہ دیکھ لیں۔ یقین نہیں آتا اسی طرح ان لوگوں نے مسیح کے زخموں کو ٹٹولا۔ گویا وہ یومنون بالغیب کی نعمت سے محروم تھے۔ یعنی مسیح کے حواری اور پھر ہم (یعنی علماء غیر احمدی) پھر کہا حدیث رسول اللہؐ ہے قال رسولِ اللہ انّ عیسیٰ لَمْ یَمُتْ۔ اول تو یہ حدیث رسول اللہؐ ہی نہ تھی پھر یہ عربی فقرہ جو غلط پڑھا۔ تو سٹیج والوں نے کہا آپ صرف ترجمہ پڑھیں۔ اسپر آپ ذرا ناراض ہونے لگے۔ تو ایک شخص نے کہدیا۔ اسلئے کہ وقت کم ہے۔ صرف ترجمہ ہی پڑھیں۔ پھر اپنی علمیت جتانے کے لئے کہا کہ تیل بتاتا ہے کہ واقعہ صلیب کے متصل ہی رفع ہو گیا۔ اور اپنے اس نکتہ کی داد چاہی۔ پیر بخش نے نہایت بدتہذیبی سے یہ بھی کہا کہ مرزا صاحب کو دھندہ ہو گیا اسپر پریذیڈنٹ نے روک دیا ؎

مولوی ثناء اللہ اور طاعون

مولوی ثناء اللہ نے اپنے لیکچر میں بڑا زور اسبات پر خرچ کیا۔ کہ مرزا صاحب نے پیشگوئی کی تھی کہ قادیان میں طاعون نہیں آئیگی اور یہاں کبھی کسی کو طاعون نہ ہوگی۔ خواہ چوہڑا۔ چمار۔ دہریہ۔ ہندو آریہ ہی کیوں نہ ہو۔ مگر آئی اور کئی آدمی مرے۔ اسطرح پیشگوئی جھوٹی نکلی ؎

اس کے جواب میں ہماری طرف سے جو لیکچر ہوا۔ اس میں دیگر اعتراضات کے ساتھ اس مغالطہ اور دھوکہ کو بھی واضح طور پر بیان کیا گیا جسے ہم اپنے جلسہ کی کارروائی میں درج کرینگے۔ فی الحال یہی لکھنا کافی ہے کہ کشتی نوح میں صاف لکھا ہے۔ کہ کسی کی ایمانی قوت کے ضعف یا نقصان عملی یا اجل مقدر یا کسی اور وجہ سے جو خدا تعالیٰ کے علم میں ہو۔ کوئی شاذ و نادر کے طور پر اس جماعت میں بھی کیس ہو جائے سو شاذ و نادر حکم معدوم کا رکھتا ہے ہمیشہ مقابلہ کیوقت کثرت دیکھی جاتی ہے۔

ثناء اللہ ۔ ابراہیم ۔ مرتضیٰ حسن

مولوی ثناء اللہ کے بعد مولوی ابراہیم سیالکوٹی نے حضرت عیسیٰ کے رفع کے متعلق لیکچر دیا۔ خاتمہ پر مولوی ثناء اللہ نے اسکے متعلق کہا۔ میرا جی چاہتا ہے کہ میں مولوی صاحب کی تعریف میں ایک شعر پڑھوں۔ لیکن ڈر ہے۔ مولوی مرتضیٰ حسن ناراض نہ ہو جائیں۔ کہ میں نے ان کی تعریف میں کچھ نہیں کہا۔ وہ اطمینان رکھیں۔ میں ان کی تعریف بھی کر دونگا۔ کیونکہ ان کا لیکچر سننے کا میں مشتاق ہوں۔ مگر ناظرین یہ سنکر تعجب کرینگے۔ کہ مرتضیٰ حسن کے دو لیکچر ہوئے اور دونوں ہی ثناء اللہ نے نہ سنے۔ مرتضیٰ حسن کو بھی اس کا بہت ہی ارمان رہا۔ اور کئی دفعہ کہا۔ مولوی ثناء اللہ موجود نہیں۔ دوسرے لیکچر کے اخیر میں مولوی ثناء اللہ اسوقت آیا جبکہ مرتضیٰ حسن دم توڑ رہا تھا۔

چیلنج مناظرہ واپس لیا گیا

مولوی ابراہیم کے لیکچر کے بعد بٹالہ کے ایک شخص منظر الحق نے جو جلسہ کا منتظم بنا ہوا تھا۔ اعلان کیا کہ مولوی ابراہیم نے جو مباحثہ کا چیلنج دیا تھا وہ ہم واپس لیتے ہیں اور مباحثہ بٹالہ یا کسی اور جگہ ہو ۔

مرتضیٰ حسن کا لیکچر

مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگوی نے اپنے لیکچر میں جو گالیوں اور بدزبانیوں کا مجموعہ تھا اور جسمیں استہزاء کا کوئی پہلو باقی نہ چھوڑا۔ نہ دل آزار اور اشتعال دلانے والے الفاظ اور کہاوتوں میں کچھ کمی تھی۔ حضرت مرزا صاحب کی مخالفت کرنے کی وجہ یہ بیان کی۔ کہ مرزا صاحب نے پہلے رسول کریم کی بڑی تعریف کی۔ اسلام کی خدمت کا دعویٰ کیا اور کہا ۔ کہ اسلام کی صداقت کے لئے آریوں عیسائیوں وغیرہ سے مباحثہ کروں گا۔ تو ہم نے انہیں اپنا سردار مان لیا۔ لیکن جب معلوم ہوا کہ انھوں نے اسی طرح کیا ہے جس طرح چور چوری کرتے وقت گھر کے محافظ کتے کو لقمہ ڈالدیتا کہ شور نہ مچائے۔ اسی طرح انھوں نے لقمہ ڈالا ہے تو ہم لوگ مخالفت کے لئے کھڑے ہوئے۔

مولویوں کو کتے قرار دیا

اس کے بعد خود ہی سوال اٹھایا کہ کتا کون بنا اور خود ہی سٹیج پر بیٹھے ہوئے مولویوں کو مخاطب کر کے یہ کہا۔ اے علماء کرام میں اور آپ سب کتے ہیں۔ جب رسول کریم کا دین پٹنے لگا تو ہم نے شور مچانا شروع کر دیا۔

دربھنگوی کا یہ خطاب آنیوالے علماء کو اور ہمارے خلاف شور مچانے والوں کو مبارک ہو۔

مولوی ثناء اللہ نے تناسخ پر کیوں نہ لیکچر دیا

اس دن مولوی ثناء اللہ نے اعلان کیا کہ مجھے ایک اشتہار پہنچا ہے جسمیں پچاس روپیہ انعام رکھا گیا ہے اسکو پڑھ کر جواب میں پھر دوں گا۔ آج میں تناسخ پر لیکچر دونگا لیکن عصر کے بعد اس نے اعلان کر دیا کہ چونکہ انجمن والوں نے کہا ہے۔ کہ یہاں تناسخ پر لیکچر دینا مناسب نہیں اسلئے مجھے روک دیا گیا ہے۔ میں نے وعدہ خلافی نہیں کی۔ میں اب بھی تیار ہوں ۔

اس مناسب سمجھنے کی حقیقت یہ ہے کہ مولوی ثناء اللہ کے اعلان کر دینے کے بعد وہ لوگ جن کو بیرونی لوگوں نے یہاں اڈا بنانے کا آلہ بنایا تھا۔ ہندوؤں کے پاس گئے۔ اور جا کر کہا کہ اگر آپ لوگ پسند کریں۔ اور اجازت دیں تو تناسخ پر لیکچر ہو۔ ہندوؤں نے اسبات کو ان کی مرضی پر چھوڑا۔ کہ جس طرح چاہو کرو۔ آخر ہندوؤں کی ناراضگی کے خیال سے لیکچر بند کر دیا گیا۔ اور ایک سکھ صاحب نے بتایا کہ تناسخ کے متعلق صرف اسلئے لیکچر نہیں ہوا۔ کہ جلسہ کرنیوالے جانتے ہیں۔ جس جگہ جلسہ کر رہے ہیں وہ آریوں کی جگہ ہے اگر ان کے پاس جلسہ کرنے کے لئے اپنی جگہ ہوتی تو نہ رکتے ۔

تناسخ کے متعلق لیکچر دینے کا اعلان کر کے پھر نہ دینا اور یہ کہنا کہ مناسب نہیں۔ ظاہر کرتا ہے۔ کہ یہاں جلسہ کرنے کی غرض محض ہمارے خلاف بے ہودہ گوئی اور بکواس کرنا تھی۔ نہ کہ اسلام کی حمایت جس کا انہیں دعویٰ ہے یہی وجہ ہے کہ سارے جلسہ میں ہمارے خلاف شر انگیزی سے کام لیا جاتا رہا۔ اور غیر مسلموں کے عقائد باطلہ کے خلاف ایک حرف نہ کہا۔

دربھنگی کی بدزبانی

ہمیں بہت ہی افسوس ہے کہ دربھنگی مولوی نے نہایت ہی شر انگیزی سے کام لیا۔ اور یہ محض حضرت خلیفۃ المسیح کا حکم اور انتظام تھا۔ جو خیر گذری۔ ورنہ اس نے فساد برپا کرانے میں کسی قسم کی کسر نہ رکھی۔ اعجاز المسیح کی فصیح و بلیغ عربی تفسیر کا ذکر تک نہ کیا۔ اور اسکے ٹائٹل پر ہنسی اڑانی شروع کی۔ اور کہا کہ مرزا صاحب کی عربی تو ایسی ہے۔ جیسے ایک ہندی عورت نے اپنی عربیت یا شیخ ھذا بی بی کا پوت سرا میں جاتا ہے اور کہا کہ جنت تو بڑی وسیع ہے۔ ہم علماء کرام اور ان کے متبعین تو سب کے سب کافر ہیں۔ اب مرزا صاحب اور ان کے چند مرید جنت میں کبڈیاں کھیلیں۔ اور کہا کہ مرزا صاحب کے معجزے تو مسیلمہ کی طرح ہیں جس نے ہاتھ رکھا پھوٹی ہوئی آنکھ پر اور دوسری بھی پھوٹ گئی اور جوش میں کہا کہ اگر خود جبرئیل بھی آجائے تو ہم (علماء کرام) اس کی بھی نہ مانینگے۔ اور کہا کہ مرزا صاحب کی تعلیم کا ابھی تم نے کیا دیکھا ہے۔ حضرات نمازیں بھی قادیان کی طرف منہ کر کے پڑھنی ہونگی۔ کیونکہ واتخذوا من مقام ابراھیم مصلّیٰ وحی الٰہی ہے۔ نماز پڑھو مرزا صاحب کے مقام کی طرف۔ اور استہزاء کرتے ہوئے کہا کہ یہ منارہ جو نظر آتا ہے۔ بعد میں بنوایا۔ اس سے تعجب نہ کرو۔ معمولی بات ہے۔ استنجا پہلے کر لیا اور پاخانہ بعد میں کر لیا۔ اور کہا کہ مرزا صاحب ۱۵۰ نشان بمشکل لکھ سکے ہیں۔ مگر کہتے ہیں۔ ۱۰ لاکھ زیادہ دیکھنے والے نہیں۔ تیرہ چودہ کہانیاں سنائیں کہ ایک لڑکے نے اپنی اماں سے کہا آج میں نے ۴۲ بھیڑیوں کا مقابلہ کیا۔ بعد میں خود ہی مان لیا کہ ہے تو گیدڑ کا بچہ۔ پھر کہا وہ جس کے گھر خدا اترا جس کے گھر خدا کا بیٹا موجود ہے وہ کہتا ہے کہ اونٹ بیکار ہو گئے ہیں تیس اونٹ مجھے بھی عنایت ہو جائیں۔

سیالکوٹی کی بیہودہ سرائی

اسکے بعد ابراہیم سیالکوٹی کا لیکچر مسئلہ ختم نبوت پر ہوا۔ اسمیں سیالکوٹی نے کہا آیت اعجاز یہی ہے

یاایھا الذین آمنوا ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقانا و یجعل لکم نورا تمشون بہ۔ اور پھر کہا کوئی حافظ مجھے یہ آیت قرآن مجید میں نکالدے اور اس پر بہت ہنسی اڑائی۔ حالانکہ اصل بات یہ ہے کہ تو دو آیتیں ایک جا لکھی ہیں اور اسی اخیر کلام میں انکی تصحیح بھی کر دی گئی ہے۔ اور بتایا گیا ہے کہ دعا تیوں کا حاصل مطلب لکھا گیا۔ باوجود صحت نامہ کے اسپر زور دینا اور کہنا کیا شخص محافظ قرآن اور مجدد دوران ہو سکتا ہے کس قدر بد زبانی اور بے ایمانی ہے؟

دیوبندی مدرس کی شرر انگیزی

اس کے بعد دیوبند کے مدرس اعلیٰ مولوی محمد انور شاہ صاحب نے تقریر کی ظاہری شکل وشباہت دیکھ کر ہم نے ازراہ حسن ظن یہ خیال کیا - کہ آپ کچھ شریفانہ رویہ اختیار کرینگے - مگر آپ نے چھوٹتے ہی کہا جب اس (مرزا صاحب) نے ہمیں یہود کہا - تو ہمیں اسے دجال کہنے کا حق ہے - جس نے اپنی کتاب میں لعنت لعنت لعنت کئی بار لکھا - اسے خود اس کا مورد کہیں تو بجا - مگر ہم اپنا حق چھوڑتے ہیں -

اس کے بعد اذ قال اللّٰہ سورہ مائدہ کا آخر پڑھ کر کہا - کہ قال کو ماضی بتانا جہالت ہے - اور جس کی عربی دانی اس حد تک ہے اسے اپنی پیغمبری سے ہاتھ دھو لینا چاہیئے -

مولوی شاہ صاحب کو یاد نہ رہا - کہ کسی مفسر نے بھی ایسا لکھا ہے - اور اس طرح پر میں اپنے اسلاف مفسرین کو جاہل واجہل کہہ رہا ہوں - پھر اس بات کا بہتر جواب مولوی ثناء اللہ نے دوسرے دن دیا - کہ خود حضرت مسیح موعود کی تحریر دار العلوم دیوبند کے مدرس اعلےٰ کے سامنے رکھی جس میں یہ بتایا گیا ہے - کہ یہ قیامت کے دن کے متعلق ہے - شاہ صاحب تو اس پہ خوش ہو گئے - مگر دراصل مولوی ثناء اللہ نے انہیں سر محفل شرمندہ کیا - اور بتایا کہ تم جس کے مقابلے کے لئے اٹھے ہو اس کے لٹریچر سے اس حد تک جاہل ہو - یہ دراصل علماء دیوبند پر بہت بڑا حملہ تھا - شاہ صاحب کی تقریر مجمع میں سنی نہیں گئی - کیونکہ ایک تو تقریر مہمل دوسرا طرز بیان نہایت ژولیدہ تیسرے آواز ناک سے نکلتی تھی ہم قریب تھے - اس لئے نوٹ کرلی - ہمیں بہت افسوس ہوا - کہ دیوبند کے علماء محقق کہلانا چاہتے ہیں - اور ہمارے لٹریچر سے ایسے ناواقف اور جاہل ہیں - کہ ان کو یہ بھی معلوم نہیں - کہ فلما توفیتنی سے ہم موت مسیح ناصری کا استدلال کیونکر کرتے ہیں - ممکن ہے ہمارے ایک دوست کا خیال درست ہو - کہ معلوم تو تھا - مگر چونکہ اس کا جواب نہ آتا تھا - اس لئے یہ جتایا - کہ گویا یہ معلوم نہیں - اسی تقریر میں شاہ صاحب نے القادیان ما القادیان وما ادراک ما القادیان کو حضرت مرزا صاحب کا الہام بتایا - اور اس پر بہت پھبتیاں اڑائیں کہ یہ تو وہی مثال ہے - الفیل ما الفیل وما ادراک ما الفیل - مرزا صاحب کو یہ الہام کیوں نہ ہوا - والحائضات حیضناً والطاہرات طہراً - یہ باتیں صرف علماء دیوبند کی تہذیب اور مبلغ علم اور واقفیت سلسلہ احمدیہ دکھلانے کے لئے پیش کی گئی ہیں -

بدر الاسلام کی ظلمت فشانی

۱۴ مارچ کو بدایونی لیکچرار بدر الاسلام نام ایک نوجوان میرٹھی کا ہوا - کیا بیان کروں اس شخص کی تقریر کا حال - زبان کیا تھی - ایک قینچی تھی - جو رخت ایمان کو کاٹتی چلی جاتی تھی - انجام آتھم ہاتھ میں لے کر کہا - صاحبو! یہ وہ کتاب ہے جسے مرزائیوں نے زمین میں دفن کر دیا - تاکہ کوئی دیکھ نہ لے - (لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین) مگر بندہ درگاہ بھی اسکو کہیں سے نکال ہی لایا ع

ہم سے کہاں چھپینگے وہ ایسے کہاں کے ہیں

پھر لوگوں سے کہا - دیکھو میں تمہیں سچے مسیح کا نشان بتاتا ہوں - وہ اتنا مال تقسیم کرے گا - کہ کوئی نہ لے گا - مرزا صاحب کہتے ہیں - قرآن مجید کے معارف مال ہیں - واہ صاحب اچھا مال ہے - آنتیں قل ھو اللّٰہ پڑھ رہی ہیں - اور یہ قرآن کو مال بتا رہے ہیں پھر کہا - کہ دجال تو وہ ہے - جو لوگوں کو ماریگا پھر جلائے گا (زندہ کرے گا یعنی خدا ہوگا) اور کانا ہوگا - یہ دو نشان یاد رکھو - اور مرزا صاحب کے دام میں نہ آؤ -

گورنمنٹ کے متعلق

پھر کہا - مرزا صاحب انگریزوں کو دجال بتلاتے ہیں - (بالکل جھوٹ راقم) اور کہا کہ گورنمنٹ کی تعریف کرتے ہیں اور نہایت افسوس کرتے ہوئے ذکر کیا - کہ مرزا صاحب نے لکھا ہے - کہ انگریزوں کے لئے دعا کرو - ان کی گورنمنٹ ہماری محسن ہے - حالانکہ اس گورنمنٹ نے جو ظلم ہم پر کیا وہ ظاہر ہے - آپ کچھ اور بھی کہنا چاہتے تھے - مگر پیچھے سے کسی نے آہستہ سے روکا مگر پھر بھی رکے نہیں - اور گورنمنٹ کے حق میں بہت کچھ کہہ گئے - اور نہایت حسرت سے کہا - کہ مرزا صاحب نے گورنمنٹ کی تعریف میں اتنا کچھ لکھا ہے - کہ اگر جمع کیا جاوے تو ۸۰۰ صفحے کی کتاب بن جاوے - یہ ہے مسلمانو تمہارا مسیح تمہارا مہدی جس نے اسلام کو کفر پر غالب کرنے کے لئے آنا تھا - جس کی زبان کفر کی خوشامد کرتے کرتے خشک ہوئی جاتی تھی - یہ بھی کہا - کہ مرزا صاحب نے کوئی معجزہ نہیں جس کا انکار نہ کر دیا ہو -

پھر دربھنگی پھکڑ

اس کے بعد پھر دربھنگوی پھکڑ مرتضیٰ حسن نام اٹھا - اس شخص نے اپنی آتش بیانی سے پھر اپنے نامہ اعمال کو جلانا شروع کیا - چھوٹتے ہی کہا کسی شخص نے زمزم میں پیشاب کر دیا تھا - کہ نام تو ہوگا یہی حال مرزا صاحب کا ہے - پھر کہا میں نے مرزا صاحب کی نسبت قرآن مجید سے فتویٰ پوچھا اس نے بتایا - کذاب - رسول کریم سے پوچھا - اس نے کہا کذاب علماء کرام سے پوچھا - تو باوجود اختلاف باوجود ایک دوسرے کو کافر کہنے کے انہوں نے مفتری علے اللّٰہ بتایا - پھر خود مرزا صاحب سے پوچھا - تو انہوں نے کہا - میں جھوٹا ہوں کذاب ہوں ملعون ہوں بدتر سے بدتر - پھر بڑے زور سے کہا - کہ یہ خطابات خود مرزا صاحب نے اپنے لئے تجویز کئے ہیں - (میں نے ان الفاظ کو نقل تو کر دیا - مگر میرے قلب کی کیفیت کو خداوند علیم جانتا ہے یہ دکھانا منظور ہے - کہ اس دریدہ دہن بد زبان نے کس قدر دل آزاری سے کام لیا)

اس کے بعد ایک مونگیری اشتہار کا خلاصہ سنانا شروع کر دیا - جس میں مشتہر نے بزعم خود اٹھارہ بیس جھوٹ حضرت مسیح موعود کی ذات قدسی صفات سے منسوب کئے ہیں - اس پر ایک قصہ سنایا - کہ ایک شخص نے ملازم رکھا اور کہا کہ مجھے جھوٹ کی عادت ہے - تمہارا فرض ہے کہ اسے سچا ثابت کر دو - ملازم نے کہا بہت اچھا - مگر ایک جھوٹ مہینہ بھر میں مجھے بھی بولنے کی اجازت ہو جسے آپ سچا ثابت کر دیا کریں - رئیس نے مان لیا - ایک روز رئیس نے بیان کیا - کل ہم نے کبوتر کو چھرہ جو مارا - تو اس کے کباب بن کر دسترخوان پر آ پڑے - نوکر نے کہا بالکل درست کبوتر کے پوٹے میں چقماق تھا - چھرہ جو لگا تو آگ

پیدا ہوگئی۔ اس سے کبوتر بھونا گیا۔ گرا تو ایسی جگہ جہاں مصالحہ پیسا جارہا تھا۔ اس طرح بنا بنایا چٹپٹا کباب میاں کے دسترخوان پر آگیا۔ اب آئی نوکر کی باری۔ میاں سافرت پر گئے۔ تو انہیں جا کہا کہ آپ کا لڑکا کنکوا اڑاتے کوٹھے سے نیچے گر گیا۔ اُدھر بیوی سے کہا کہ میاں گھوڑے سے گر کر مر گئے۔ صف ماتم بچھ گئی۔ آخر نوکر نے کہا لائیے میرا انعام اور یہ جھوٹ حسب وعدہ پورا کیجئے۔ اس نے کہا کم بخت تمہارا جھوٹ سچا ثابت کرنے کے یہ معنے ہیں کہ میں بھی جان سے جاؤں۔ اور میرا بیٹا بھی یعنی خود بھی مروں اور مقطوع النسل بھی ہو جاؤں۔ صاحبو! یہ شخص غلام احمدؑ اس غلام سے بڑھکر نکلا۔ اس نے نہ صرف خود ایسے جھوٹ بولے نہ زمین میں سمائیں نہ آسمان میں۔ بلکہ کہتا ہے کہ تم انہیں سچا مانو۔ ان کے سچ ہونے پر ایمان لاؤ۔ اور دین و دنیا میں رو سیاہ ہو جاؤ۔

پھر ایک الہام پڑھکر جس کی نسبت حضرت اقدس نے لکھا ہے۔ کہ ابھی اسکے معنے نہیں کھلے۔ یہ سنایا۔ دیوبند میں مشاعرہ ہوتا تھا۔ استاد فضل نے یہ شعر پڑھا۔ تم البُٹی والنہیرنا والاسترا۔ حجام شوق رکھتا ہے کنگیر باؤ کے سا کسی نے کہا کہ اُستاد اس کے کیا معنے تو کہا ابھی معنے اس میں نہیں پڑے ؎

دیکھئے یہ ہیں دیوبند کے علماء اور یہ ہے ان کا مذاق اور یہ ہے ان کی تہذیب۔ وہ سوچیں۔ کہ یہ حملہ حضرت مسیح موعود پر ہے یا قرآن مجید کے مقطعات اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات پر۔ اسکے بعد نہایت مزوّرانہ طریق پر ضمیمہ انجام آتھم سے وہ حصہ پڑھنا شروع کیا۔ جو بر مسلمات عیسائیاں یسوع کی نسبت ہے یا یہودیوں کے اقوال منقول ہیں۔ اور بات بات پر لوگوں کو مشتعل کرنے کی کوشش کی۔ کہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو شرابی اور چور اور کیا کیا کچھ کہتے ہیں۔ ان کی دادیوں نانیوں کو بدکار بتاتے ہیں۔ وغیر ذالک۔ جس سے سُننے والوں کی طبیعت میں بہت جوش آگیا۔ آخر ہماری طرف سے بذریعہ پولیس کہلایا گیا کہ حوالے مکمل پڑھو۔ اور یہ یہودیوں کے اقوال ہیں۔ جو کچھ بیان ہوا وہ وہی ہے۔ جو خود یسوع کے پیروؤں کی تحریروں سے نکلتا ہے۔ اور بطور الزام بیان ہوا ہے۔ تو کہدیا میں سب باتوں کا جواب دوں گا۔ مگر پھر کچھ جواب نہ دیا۔ اخیر میں یہ بھی کہا۔ کہ مرزا صاحب قیامت کے منکر ہیں۔ ایک شخص نے حوالہ پُوچھا تو کہا۔ اجی ایسے بیسیوں حوالے میرے ناخنوں میں رکھے ہیں۔ پھر ایک شخص نے ازالہ اوہام دیدیا۔ اور اس سے وہ مقام پڑھکر سُنایا۔ جسمیں قیامت کے برحق ہونے کا ذکر تھا۔ لیکن ڈھٹائی کا یہ عالم تھا کہ حوالہ پڑھتے جاتے۔ اور کہتے دیکھا؟ یہ ہے قیامت کا انکار۔ اسی سلسلہ میں کہا یہ ہیں احمدیو تمہارے سلطان القلم جو اُردو کا صحیح فقرہ لکھنے سے بھی عاری ہیں اور یہ ہیں تمہارے سلطان السیف جو ڈرتے مارے اندر سے باہر نہ نکلتے تھے۔ بتاؤ تو سہی یہ لولاک لما خلقت الافلاک کا مصداق تھا یا وہ جسمیں مکروفریب کے سوا کچھ نہ تھا۔ غرض وہ بھنگڑی متقی حسن دیوبندی نے ثناء اللہ کو بھی پیچھے ڈال دیا۔ اور اتنا واہی تباہی بکا کہ میں سچ کہتا ہوں۔ اگر خلیفۃ المسیح نے اپنے مُریدوں کو جلسہ گاہ میں جانے سے نہ روکا ہوتا۔ اگر ہمیں (جو چند نفوس حسب الحکم جلسہ گاہ میں موجود تھے) یہ ہدایت نہ ہوتی کہ خاموش رہنا تو اسی جلسہ میں خون ہوجاتا۔ پولیس اور حکام کی موجودگی میں اسقدر بکواس کی جرأت حیرت انگیز تھی۔ علماء کو غالباً یہ غلط فہمی تھی کہ پولیس اسلئے ہے کہ ہم باطمینان تمام گالیاں دے سکیں بہرحال ہمارا صبر باوجود پوری قوت کے اور ہماری خاموشی اعجاز سے کم نہیں۔ جو محض حضرت مسیح موعود کے انفاس طیبہ کی طفیل اور ان کی تعلیم کا اثر تھی ؎

ستت گوہی کی بکواس اسکے بعد نواب الدین ستگوہی کھڑا ہوا۔ اور کہا کہ ترلے (منتیں) کر کے تھوڑا سا وقت لیا ہے۔ پھر لوگوں کو اشتعال دینا شروع کیا کہ مرزا صاحب کہتے ہیں۔ میں پیغمبر کے ارشاد کو ردی کی طرح پھینک دیتا ہوں۔ اور اس کا حوالہ دیا۔ ازالہ صفحہ ۳۱۰-۳۱۱ اور کہا مرزا صاحب مسیح کا باپ یوسف کو قرار دیتے ہیں۔ اور کتاب البریہ میں خدا ہونے کا دعویٰ ہے۔ اور زمین و آسمان بنانے کا ادعا۔ اسی سلسلہ میں کہا کہ مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ ؎

شان احمدؑ را کہ داند جز خداوند کریم
آنچناں از خود جدا شد کز میاں اُفتاد میم

گویا خدا اور احمدؑ ایک ہی ہیں۔ یہ مشرکانہ نجس عقیدہ والا اتنا کہتا تھا۔ جو سٹیج پر سے علماء بول اُٹھے۔ گویا حنفیوں اور اہلحدیثوں نے کی جنگ کا لفظ ہوا۔ جس پر آپ کو بٹھا دیا گیا۔

ثناء اللہ پھر مولوی ثناء اللہ نے وقت لیا۔ اور کچھ مرزا احمد بیگ والی پیشگوئی اور متفرق باتیں بیان کیں۔ لیکن ہاتھ میں میر قاسم علی صاحب کے اشتہار تھے۔ اسلئے جو بات کہتا تھا۔ اکھڑی ہوئی۔ آخر کہا کہ اشتہاروں کا جواب سُننا ہے یا یہ بات جو کہہ رہا ہوں سننی ہے۔ لوگوں نے کہا اشتہاروں کا جواب۔ تب اس طرف متوجہ ہوا۔ اس کا ذکر الگ آئیگا۔

عبدالشکور گند دہن مولوی عبدالشکور لکھنوی مشہور مناظر بھی پہنچ گیا۔ ظاہری شکل و وجاہت سے مجھے شبہ ہوا کہ اس کا بیان شریفانہ ہوگا۔ ماتھے پر محراب تھا مگر زبان جو کھولی تو گند سے بھری ہوئی۔ کہا کہ مرزا صاحب کے متعلق یہ بحث کیوں کیجاتی ہے وہ نبی یا مجدد تھا یا نہیں وہ تو بھلا آدمی بھی نہیں تھا۔ اس نے توہین انبیاء کی۔ اور اسکی پیشگوئیاں سب کی سب جھوٹی نکلیں۔ اس کذاب کی غلط بیانیوں کا کچھ شمار نہیں۔ قرآن مجید کا حوالہ دیتا ہے تو غلط۔ صحیح البخاری کا حوالہ دیتا ہے تو غلط۔ آپ لوگ یاد رکھیں جس نے نبی کریم کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا وہ یقیناً دجال ہے وہ بلا شک کذاب ہے۔ مرزا صاحب کا منشا بہت سا مال جمع کرنا تھا۔ وہ بہت سا مال چھوڑ گیا جو اسکے بیٹوں میں تقسیم ہوا۔ یہ بھی کہا کہ وفات مسیح ناصری پر بحث کیسی۔ مسیح کے مرنے سے مرزا صاحب کا مسیح ہونا کیونکر ثابت ہوگیا۔ کیا ایک بھنگی جب یہ خبر سنائے کہ آج ہمارا بادشاہ مر گیا تو اس سے وہ بھنگی بادشاہ ہو جائیگا۔

اس طرح پر اس کندۂ ناتراش نے ہمارا دل دکھایا۔ ہماری طبیعتوں کو سخت مشتعل کیا۔ مگر کیا کرتے خلیفۃ المسیح کے حکم سے مجبور تھے ؎

ہماری حالت کیا ہم ایسے ہی بے غیرت ایسے ہی بزدل تھے کہ یہ لوگ ہمارے گھر میں اگر ہمارے مرکز میں پہنچ کر ہمارے ہی سامنے ہمارے آقا ہمارے مقتدا ہمارے پیشوا ہاں اس مقدس وجود کو جسے کل نبیوں کے سردار حضرت خاتم النبیین نے سلام بھیجا جسکی تحمید عرش عظیم سے خداوند سمٰوات والارض کرتا ہے ماسکو اس قدر گالیاں دیں اور بار بار کہیں کہ وہ بدتر سے بدتر۔ گمراہ۔ ملعون۔ کذاب اور دجال تھا وہ چور تھا اسمیں مکروفریب کے سوا کچھ نہ تھا وغیر ذالک۔ اور ہم ٹھنڈے دل سے سُنیں

حضرت خلیفۃ المسیح! مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ ہی کے حضور میں انکی شکایت کروں اور سخت شکایت کروں ؎
شکوہ غم کی اجازت ہے سرِ یار ہمیں بھی نہیں ناک میں دم ہے دیار شوق کے دستور سے
آپ نے ہمارے ہونٹوں پر مُہر لگا دی۔ ہمارے ہاتھوں کو باندھ دیا ہمارے پاؤں کو توڑ دیا اور فرمایا کہ چپ چاپ بیٹھے سنو ؎

ہر ایک اشتہار کے مضمون کا ذمہ دار خود مشتہر ہے نہ کہ الفضل ایڈیٹر۔ (مشتہرات)

ضروری اعلان

(از دوکان محمد یامین تاجر کتب قادیان دارالامان)

(۱) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موجودہ جملہ تصانیف اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے بزرگوں کی موجودہ تصنیف میری تحویل میں رہتی ہیں۔ آرڈر آنے پر تعمیل کی جاتی ہے۔ (۲) قادیان میں جس قدر بک ایجنسیاں ہیں۔ بمعہ کتب خانہ مسیح موعود و بک ڈپو ریویو آف ریلیجنز وغیرہ کی کتابیں میری معرفت فروخت ہوتی ہیں۔ اور وی پی کے ذریعہ منگانے والے دوستوں کو باہر بھیجی جاتی ہیں۔ (۳) میری اپنی چھپوائی ہوئی کتابوں پر تاجر صاحبان کیلئے اور جو دوست زیادہ مقدار میں خرید کریں کمیشن فی روپیہ دو آنہ کے حساب سے مقرر ہے۔ (۴) سنہ ۱۹۱۸ء سے احمدی جنتری سالانہ نکلنا شروع ہو۔ اور اب سنہ ۱۹۲۱ء میں بحمد اللہ جنتری کا چوتھا سال شروع ہو گیا ہے۔ باہر والے دوست اپنے مفید اور کارآمد مضامین اور تاجر لوگ اپنے اشتہار اندراج کیلئے اکتوبر تک روانہ کر سکتے ہیں۔ مضامین بشرطیکہ مفید ہوں مفت شائع کئے جائینگے۔ اور اشتہار کیلئے قلیل اجرت لی جاتی ہے۔ (۵) سکرٹری صاحبان بیرونجات کی خدمت میں گذارش ہے۔ کہ سلسلہ حقہ کے چیدہ چیدہ سالانہ اہم واقعات جو تبلیغ کے رنگ میں مخلوق کے لئے مفید ہوں مجھ کو لکھ بھیجا کریں۔ تاکہ میں نئے سال کی احمدی جنتری میں ان کو چھاپ دیا کروں۔ (۶) اگر کوئی احمدی یا غیر احمدی یا غیر مسلم صاحب ہمارے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی کوئی کتاب نئی یا پرانی فروخت کرنا چاہیں۔ مجھ سے خط و کتابت کریں میں قیمتاً خرید لونگا۔ (۷) احباب اپنے خطوط میں نام معہ سکونت خوشخط حروف میں لکھا کریں۔ (۸) جن دوستوں کو وصول شدہ کتب میں کوئی ناپسند آئے وہ واپس کر سکتے ہیں۔ (۹) کتب قرض پر نہیں دی جاتی ہیں قیمت نقد آنے پر یا وی پی کے ذریعہ بھیجی جاتی ہیں۔ محصول ڈاک خانہ بذمہ خریدار ہوتا ہے۔ (۱۰) کسی دوست کو بلا طلب کوئی نئی یا پرانی کتاب نہیں بھیجا جاتی ہے۔ اور نہ وی پی کیا جاتا ہے۔

محمد یامین تاجر کتب قادیان

خضاب لاجواب ۸/

اس خضاب کے استعمال سے بال کالے بھنور ہو جاتے ہیں۔ رنگ پختہ اور سیاہی پائیدار ہوتی رنگ مثل قدرتی سیاہ بالوں کے ہوتا ہے۔ ایک دفعہ ضرور آزمائیں۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ چھ آنے۔

بال پیدا کرنے کا جوہر

جہاں بال نہ اگتے ہوں اور اگانے مطلوب ہوں اس جوہر کو لگائیے۔ اگ آئینگے بالوں کی جڑیں مضبوط ہو جاتی ہیں۔ بال گرنے بند ہو جاتے ہیں۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ آٹھ آنہ محصول ۸/

سرمہ مقوی بصر

اس سرمہ کے استعمال سے بصارت چشم کو قوت پہنچتی ہے دائمی استعمال سے بڑھاپے تک نظر قائم رہتی ہے۔ دماغی محنت کرنیوالے لوگوں کیلئے مفید ہے۔ سفید اور دھند۔ جالا۔ پڑوال پھولا کوتاہ نظری وغیرہ امراض کا علاج ہے۔ فی تولہ ایک روپیہ محصول ۸/

اکسیر دمہ۔ دمہ۔ کھانسی اور بگڑے ہوئے زکام کیلئے اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ پہلی خوراک حلق سے اترتے ہی بفضلہ تعالیٰ اپنا اثر دکھاتی ہے۔ قیمت فی شیشی دو روپیہ آٹھ آنہ محصول ۸/

معجون مسیحائی مقوی دل۔ دماغ معدہ و جگر ہونے کے علاوہ اعلیٰ درجہ کی مصفی خون ہے۔ امراض خبیثہ میں بھی کارآمد ہے۔ پھوڑے پھنسی وغیرہ کے ازالہ کیلئے بحکم شافی مطلق اکسیر کا حکم رکھتی ہے چہرہ کا رنگ سرخ کر دیتی ہے۔ فی بکس دو روپے محصول ۵/

معجزہ قرآن۔ جس پر خاص ایڈیٹر الفضل اور دو درجن دیگر اخبارات و رسائل نے زبردست ریویو کئے ہیں۔ موجودہ طرز تقسیم میراث کی غلطیاں دکھلا کر کلام مجید سے ایک صحیح اور بااصول طریق تقسیم میراث پیش کیا گیا ہے۔ فی جلد ۱۰/ محصول ۳ ر یا ۱۰ ر کا ٹکٹ بھیجکر طلب فرمائیں۔

رسالہ کیمیائی۔ اصول حفظان صحت پر کیمیائی طریق زبردست اور معقول بحث کی گئی ہے۔ ۲ ر کے ٹکٹ بھیجکر طلب فرمائیں۔

حکیم مولوی علم الدین (باللہ) مالک شفاخانہ مسیحائی گکھڑ

بنارسی تحفے ۹/ ۱۲

ہر قسم کے بنارسی کپڑے۔ دوپٹے۔ (زنانہ مردانہ) ساڑیاں پھلکے۔ کمخواب۔ تھان۔ کاسی۔ سلک سوزنے سلک گوٹہ پلکے۔ پتری بنارسی پائیدار فینسی چوڑیاں۔ لکڑی اور پیتل کے کھلونے وغیرہ عمدہ اور کفایت سے منگوا سکتے ہیں۔ ایک بار آزمائش کی ضرورت ہے فہرست کارخانہ طلب فرمائیے۔ اور آرڈر کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیجئے۔

احباب اینڈ کمپنی بنارس چھاؤنی

پونہ میں سیالکوٹ

چونکہ ہم نے اپنے مشہور کارخانہ سپورٹس بنام نظام اینڈ کو سیالکوٹ کی برانچ پونا کیمپ میں۔ ا دسمبر سنہ بفضلہ تعالیٰ جاری کر دی ہے۔ اس لئے ان احباب کی خدمت میں خاص طور سے التماس ہے جو جنوبی ہند میں کسی فوج میں ملازم ہیں یا کسی ہاکی۔ کرکٹ یا فٹ بال کلب سے تعلق رکھتے ہوں۔ اپنے اثر کو کام میں لا کر ہماری برانچ سے مال منگوائیں قیمت وہی ہوگی جو سیالکوٹ سے مال منگوانے میں خرچ ہوتا ہے۔ بلکہ محصول میں بہت کمی ہو جائیگی۔ مال عمدہ دیرپا ہوگا۔ خط لکھنے پر لسٹ اشیاء کارخانہ و قیمت مفت ارسال کی جائیگی۔

نظام اینڈ کو شاپ نمبر ۹۰۵

Main Street Poona Camp

بھاگلپوری ٹسری کپڑا ۶/ ۱۲

یہ بات مانی ہوئی ہے۔ کہ ٹسری کپڑے بھاگلپور سے بہتر کہیں تیار نہیں ہوتے۔ ہم خود تیار کرتے اور کراتے ہیں۔ ہمارے کارخانہ سے ہر قسم کے کپڑے بفضلہ تعالیٰ روانہ کئے جاتے ہیں۔ بالخصوص لنگیوں اور صافوں یعنی پگڑیوں کا ہمارے یہاں خاص اہتمام ہے۔ مال عمدہ بھیجا جاتا ہے۔ بشرط ناپسند ہونے کے ہم ہفتہ کے اندر واپس بھی لیتے ہیں جس میں محصول آمد و رفت ذمہ خریدار ہوتا ہے۔ اشتہاری لفافیوں سے اس اشتہار میں کام نہیں لیا گیا صحیح اور سچے واقعات کی اطلاع ہے۔ ہر ایک مسلمان کا کام ہے۔

المشتہر عبد الحکیم احمدی ڈاک خانہ ناتھ نگر بھاگلپور

(باہتمام شیخ عبد الرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر مالکان کیلئے شائع ہوا)